نمازِ وتر

کا مسنون طریقہ

تالیف

ابو محمد خرم شہزاد

صبح روشن

● جملہ حقوق بحق صبح روشن محفوظ ہیں

نام کتاب : **نمازِ وتر**

تالیف : **ابو محمد خرم شہزاد**

قیمت : 80 روپے

اشاعت : اگست 2011ء

صبح روشن
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com

نمازِ وتر

کا مسنون طریقہ

تالیف

ابو محمد خرم شہزاد

صبح روشن

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقدمہ 9

باب نمبر 1

تین وتر ایک سلام سے پڑھنا

تدلیس کی تعریف 22
تدلیس فی الاسناد 22
تدلیس اور اس کا حکم 23
امام قتادہ کے مدلس ہونے کا ثبوت 25
صحیحین اور مدلسین 27
امام سلیمان الاعمش کے مدلس ہونے کے دلائل 47

باب نمبر 2

تین وتر پڑھنے کا سنت طریقہ

پہلی دلیل 55
دوسری دلیل 55
سند کی تحقیق 56

باب نمبر 3

کیا وتروں کی تعداد صرف تین رکعت ہے؟

قنوت وتر رسول اللہ ﷺ سے صرف رکوع سے پہلے ثابت ہے 61
پہلی دلیل 61
دوسری دلیل 63

باب نمبر 4

وتر کے واجب نہ ہونے کے دلائل

روایت نمبر 1 75

- روایت نمبر 2 76
- روایت نمبر 3 79
- روایت نمبر 4 82
- روایت نمبر 5 85

باب نمبر 5

نمازِ وتر سنت (نفل) ہے

- نماز وتر سنت ہے؟ 88
- سند کی تحقیق 88

باب نمبر 6

رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا

- تین وتر ایک سلام 93

باب نمبر 7

حاصل کلام

- ایک مجلس کی تین طلاقیں 109
- نماز فجر میں قنوت کے لیے تکبیر کہہ کر رفع یدین کرنا 114
- سجدوں میں رفع یدین 116
- نماز عید کی رکعات میں تکبیریں کہنا 117
- نماز جمعہ کے لیے دو اذانیں دینا 121
- فرض نماز میں صرف ایک سلام پھیرنا 123

باب نمبر 8

- المصادر المراجع 133
- مصنف کی دیگر کتب 142

عرضِ ناشر

ہمارے ہاں نماز وتر کا طریقہ سال ہا سال سے یہی مروج ہے کہ ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ تین رکعت پڑھی جاتی ہیں اور وتر کی دعا عموماً رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر کی جاتی ہے، اسی طرح اگر وتر باجماعت پڑھے جا رہے ہوں جیسا کہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے آخر میں پڑھے جاتے ہیں تو بھی ایسے ہی طریقے سے بعد از رکوع اجتماعی طور پر قنوتِ وتر ہوتی ہے جس میں قاری دعا کرتا ہے اور مقتدی بلند آواز میں آمین کہتے ہیں، جبکہ یہ طریقہ سنتِ رسولؐ سے قطعی ثابت نہیں۔ صحیح طریقہ کیا ہے اس کتاب میں اس پر سیر حاصل بحث ہے اور یہی اس کتاب کا موضوع و مقصد ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے نماز وتر کا جو مسنون طریقہ ملتا ہے وہ یوں ہے کہ آپ ﷺ دو رکعت الگ ادا کرتے تھے اور ایک رکعت الگ یوں تین وتر ہوتے تھے اور وتر کی دعا بھی آپ ﷺ سے رکوع کے بعد ثابت نہیں بلکہ رکوع سے پہلے ہے۔

جو احباب موجودہ طرز پر ادا کی جانے والی نماز وتر میں احادیث یا اثر بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے اندر کس قدر ضعف رکھتے ہیں اس پر بھی سیر حاصل بحث محترم ابو محمد خرم شہزاد نے کی ہے۔ ان کے دلائل کس قدر مصدقہ اور مسکت ہیں یہ کتاب پڑھ کر ہر صاحب اندازہ کر سکتا ہے۔

یہاں تک یہ بات ہے کہ نماز وتر کا جو طریقہ ہمارے ہاں رائج ہے اور عرصہ دراز سے جس طرز پر وتر کی ادائیگی ہو رہی ہے اس کو چھوڑنا اور نئے طریقے سے، جو اس کتاب میں احادیث سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت کیا ہے پر عمل کرنا فتنے کا

باعث بنتا ہے تو کتاب وسنت کے کسی بھی داعی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے کے لئے قطعی زیب نہیں دیتا کہ وہ صحیح احادیث کی موجودگی اور اس کے علم ہو جانے پر سنت سے انکاری ہو اور طریقہ رسول ﷺ سے اس لئے پیچھے ہٹ جائے کہ اس سے فتنہ پھیلے گا۔

اس کتاب کے مصنف ابو محمد خرم شہزاد بھائی کی متعدد کتب شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور کچھ زیرِ طبع ہیں۔ مؤلف کو اللہ رب العزت نے علمِ رجال کے شوق سے سرشار کیا تحقیق ان کا مشغلہ ہے اور وہ اپنی بساط کے مطابق تحقیق وتخریج کے کام میں مگن ہیں۔

ہمیں یہ بخوبی اندازہ ہے کہ یہ کتاب بہت سے احباب پر گراں گزرے گی تاہم ایک طویل مدت کے غور وخوض کے بعد ادارہ ''صبح روشن'' اس کتاب کو منصۂ شہود پر لا رہا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی صحیح سنت کو زندہ کرنا ضروری بھی ہے اور لازم بھی۔ علاوہ ازیں جو احباب اس مسئلے میں اختلافات رکھتے ہوں اور وہ تحقیق کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کرنا چاہتے ہوں تو صبح روشن کا پلیٹ فارم ان کے لئے بھی حاضر ہے۔ کتاب میں کسی بھی بات کا استدلال غلط ہو، حوالے میں کمی وزیادتی ہو تو اس سے آگاہی آپ کا احسان ہوگا۔ اللہ رب العزت ہمیں حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عبدالوارث ساجد

22 جولائی 2011ء

اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده و نستعينه من يهده الله فلامضل لهٗ ومن يضلل فلاهادى له، واشهد أن لا اِله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمد عبده ورسوله أما بعد:

بلاشبہ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہی امت مسلمہ کے لیے خیر و برکت اور رشد و ہدایت کا منبع اور سرچشمہ ہے لہٰذا اسلام اور اس کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع ہی اساسی اور بنیادی چیز ہے، بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہوکر قنوت وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانے کو اور تین وتر ایک سلام سے پڑھنے کو سنت سمجھ کر یہ عمل کرتے چلے آرہے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ قنوت وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا اور تین وتر ایک سلام سے پڑھنا ثابت نہیں۔ راقم الحروف نے لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے نماز وتر کے موضوع پر مختصر مگر جامع مضمون لکھا، اس مضمون کو لکھنے کے کچھ عرصہ بعد راقم الحروف نے خود (بذریعہ موبائل فون) اور اس کے علاوہ ایک دوست کی زبانی سنا کہ اس نے ایک عالم دین سے رمضان المبارک کے مہینا میں نمازِ تراویح کے بعد جب وتر کی جماعت کھڑی ہونا تھی، کہا ’’آج قنوتِ وتر رکوع سے پہلے پڑھی جائے اور تین وتر اس طرح پڑھائے جائیں کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر تیسری رکعت الگ پڑھی جائے‘‘ تو اس عالم دین نے کہا: اس طرح کرنے سے تو فتنہ پھیلے گا............(حالانکہ اس عالم دین کے نزدیک بھی یہ طریقہ سنت سے ثابت ہے) افسوس صد افسوس کہ اللہ کے

رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کو فتنہ کہا جا رہا ہے، اس بات پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے، میرے ضمیر نے مجھے ملامت کی، جس پر میں نے نمازِ وتر کے موضوع پر تفصیل سے لکھنے کا ارادہ کر لیا جو کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رحمت و فضل سے اب کتاب کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ والحمد للہ، بہرحال ان فتنہ کہنے والوں کے لیے سلف صالحین کے سنت رسول اللہ ﷺ کی اہمیت و فضیلت کے چند اقوال پیش خدمت ہے:

حدثنا ابو حاتم الرازی ثنا عمرو بن الربیع بن طارق انبا یحیی بن ایوب عن ھشام بن عروۃ عن أبیه قال: السنن السنن فان السنن قوام الدین

ثقہ، تابعی امام عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (متوفی: 94ھ) کہتے ہیں: سنتوں کو اپناؤ، سنتوں پر عمل پیرا ہو جاؤ، پس بے شک سنتیں اسلام کا دارومدار ہیں۔[1]

سند کی تحقیق

1۔ محمد بن ادریس بن المنذر بن داوٗد بن مھران الحنظلی ابو حاتم الرازی الحافظ الکبیر أحدالائمة ثقة کان امامًا عالمًا بالحدیث حافظًا متقنًا ثبتًا[2]

2۔ عمر و بن الربیع بن طارق الکوفی، نزل مصر: ثقة من کبار العاشرة[3]
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن ابوداوٗد کے راوی ہیں۔

3۔ یحیی بن ایوب الغافقی، ابوالعباس المصری
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

---

[1] السنة للمروزی: ح، 110، باب سنت کا اسلام کے لیے اصل الاصول ہونے کا بیان، اسنادہ صحیح۔

[2] تھذیب التھذیب: 24/5

[3] تحریر تقریب التھذیب: 92/3

انھیں کو امام بخاری، امام یحییٰ بن معین ، امام یعقوب بن سفیان وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔①

4۔ هشام بن عروة بن زبیر، ابو المنذر۔
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔
انھیں امام ابو حاتم، امام ابن سعد، امام یعقوب بن ابی شیبہ وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔①

اخبرنا ابو المغیرة حدثنا الاوزاعی عن یونس بن یزید عن الزهری قال: کان من مضٰی من علمائنا یقولون الاعتصام بالسنة نجاة۔

ثقہ تابعی امام زہری رحمہ اللہ (ولادت 50ھ) فرماتے ہیں: ہم سے پہلے گزرنے والے علماء فرماتے تھے کہ سنت کو مضبوطی سے پکڑنے میں نجات ہے۔③

سند کی تحقیق

1۔ ابو المغیرة هو عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی ابو المغیرة الحمصی:
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔
ان کو امام دارقطنی، امام نسائی، امام ابن حبان وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔④

2۔ الاوزاعی هو عبدالرحمن بن عمرو بن ابی عمرو الاوزاعی:
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔
ان کو امام یحییٰ بن معین، امام عجلی، امام یعقوب، امام بیہقی، امام ابن حبان، امام ابن سعد وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔⑤

---

① (تحریر تقریب التهذیب: 78/4)
② (تذکرة الحفاظ: 130/1)
③ سنن الدارمی: 92/1، ح، 97، اسناده صحیح۔
④ (تهذیب التهذیب: 48/3)
⑤ (تهذیب التهذیب: 402,401/3)

3۔ **یونس بن یزید بن ابی النجاد:**

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام احمد بن حنبل، امام یحیٰ بن معین، امام عجلی، امام نسائی، امام ابن حبان وغیرہم نے "ثقہ" کہا ہے۔①

اخبرنا ابو المغيرة حدثنا الاوزاعي عن يحىٰ أبى عمرو السيبانى عن عبدالله بن الديلمى قال: بلغنى ان ذهاب الدين تركا السنة يذهب الدين سنة سنة كمايذهب الحبل قوةً قوةً۔

ثقہ تابعی امام عبداللہ بن فیروز الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے پتا چلا ہے کہ دین کے خاتمے کی ابتدا ترک سنت سے ہوگی، ایک، ایک سنت کر کے دین اس طرح رخصت ہوگا جیسے کوئی رسی ایک، ایک دھاگہ کر کے ٹوٹ جاتی ہے۔②

سند کی تحقیق

1- **أبوالمغيرة هو عبدالقدوس بن الحجاج الخولانى ابو المغيرة الحمصى:**

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام دارقطنی، امام نسائی، امام ابن حبان وغیرہم نے "ثقہ" کہا ہے۔③

2- **الاوزاعي هوعبدالرحمن بن عمرو بن أبى عمرو الاوزعي:**

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

ان کو امام یحیٰ بن معین، امام عجلی، امام یعقوب، امام بیہقی، امام ابن حبان، امام ابن سعد وغیرہم نے "ثقہ" کہا ہے۔④

3- **يحيى بن أبى عمرو السيبانى أبوزرعة الحمصى:**

یہ سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ وغیرہ کے راوی ہیں۔

---

① تهذيب التهذيب: 285,284/6 ② سنن الدارمى: 93,92/1، ح 98، اسناده صحيح۔

③ تهذيب التهذيب: 481/3 ④ تهذيب التهذيب: 402,401/4

انھیں امام احمد بن حنبل، امام دحیم، امام عجلی، امام یعقوب بن سفیان، امام ابن حبان وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ①

اخبرنا أبوالمغيرة حدثنا الاوزاعى عن حسان قال ما ابتدع قوم بدعة فى دينهم الانزع الله من سنتهم مثلها ثم لا يعيدها إليهم إلى يوم القيامة۔

ثقہ تابعی امام حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو قوم بھی اپنے دین میں کوئی بدعت نکالتی ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان سے سنتیں اٹھا لیتا ہے، پھر وہ سنتیں قیامت تک اُن کے پاس واپس نہیں آتیں۔ ②

سند کی تحقیق

1۔ أبوالمغيرة هو عبدالقدوس بن الحجاج الخولانى أبو المغيرة الحمصى:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام دارقطنی، امام نسائی، امام ابن حبان وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ③

2۔ الاوزاعي هو عبدالرحمن بن عمرو بن أبي عمرو الا وزاعي:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام یحییٰ بن معین، امام عجلی، امام یعقوب، امام بیہقی، امام ابن حبان، امام ابن سعد وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ④

سنت کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھئے۔

السنة للمروزی و دیگر کتب احادیث

بعض لوگ جو ضعیف حدیث (تین وتر ایک سلام سے پڑھنے) پر عمل کرنے کو

---

① تهذيب التهذيب:166,165/6

① سنن الدارمي: 93/1، ح، 99، اسناده صحيح۔

① تهذيب التهذيب:481/3

① تهذيب التهذيب:402,401

جائز سمجھتے ہیں تو ان سے مؤدبانہ عرض ہے کہ ''الجرح والتعدیل'' کے امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی 198ھ) فرماتے ہیں:

"لاتنظروا الی الحدیث ولکن انظروا إلی الاسناد فان صح الإسناد والا فلاتغتر بالحدیث اذا لم یصح الا سناد۔"

''حدیث نہ دیکھو بلکہ سند دیکھو، پھر اگر سند صحیح ہو تو (ٹھیک ہے اور) اگر سند صحیح نہ ہو تو دھوکے میں نہ آنا۔''①

یعنی ضعیف احادیث ناقابل حجت ہیں، نیز ضعیف روایات کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے، جیسا کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لان ماروی الضعیف ومالم یرو فی الحکم سیان" کیونکہ جو روایت ضعیف بیان کرے اور جس کی روایت ہی نہ ہو دونوں حکم میں برابر ہیں۔②

اس کے علاوہ امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے ضعیف حدیث بیان کرنے یا اس پر عمل کرنے کی بڑی سخت مذمت کی ہے، کیونکہ دین تو صحیح احادیث کا نام ہے، ضعیف روایات دین نہیں بلکہ مردود و باطل ہیں، یہاں اس موضوع پر تفصیل سے لکھنے کا موقع نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی اس بات کی تفصیل چاہتا ہے کہ ضعیف احادیث حجت نہیں ہیں، تو وہ راقم الحروف کی کتاب "الصحیفة فی الاحادیث الضعیفة من سلسلہ الاحادیث الصحیحة للالبانی" میں عنوان ''عرض مصنف'' کا مطالعہ کرے۔

بہر کیف، بات ہو رہی تھی نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا اور تین وتر ایک سلام سے پڑھنے کے متعلق، چونکہ بعض لوگ اس کے بارے میں بے شمار تاویلیں، اگر، مگر، چونکہ، چنانچہ، لہٰذا، قیاس یہ کہتے ہیں، ان سب تاویلوں کا جواب ان شاء اللہ

---

① الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع للخطیب البغدادی: 16/4، ح1314، المکتبة الشاملة۔ اسنادہ صحیح

② کتاب المجروحین لابن حبان: 328/1

آپ اس کتاب میں پڑھے گے، لیکن ایک اہم تاویل کا جواب پاکستان کے نامور عالم دین مبشر احمد ربانی حفظ اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت انداز میں دیا ہے، لہٰذا میں وہ سوال مع جواب انھی کی کتاب سے نقل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانا

سوال: وتروں میں جو دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، وہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنی چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟ آپ ہماری صحیح رہنمائی فرمائیں اور قرآن وسنت کی رو سے واضح کریں۔

جواب: (محقق العصر، مفتی، فضیلۃ الشیخ مولانا ابوالحسن مبشر احمد ربانی ﷾ کہتے ہیں) قنوت وتر میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا میرے علم کے مطابق کسی صحیح روایت میں نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں، البتہ قنوت نازلہ میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے مسند احمد میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"فلقد رأيت رسول الله ﷺ فی صلاة الغداة رفع يديه فدعا عليهم" (مسند احمد: 137/3، ح: 12429)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو صبح کی نماز میں دیکھا کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر کافروں کے خلاف دعا کی۔ ہمارے اہل حدیث عوام یا علماء میں قنوت وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر جو دعا کی جاتی ہے دراصل یہ ان علماء کا قنوتِ نازلہ پر قیاس ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن کبریٰ (39/3، تحت الحدیث: 4859) میں لکھا ہے:

"وقد روينا فی قنوت صلاة الصبح بعد الركوع مايو جب الاعتماد عليه و قنوت الوتر قياس عليه"

''اور ہم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت کے بارے قابل اعتماد روایات ذکر کی ہیں اور قنوتِ وتر اس پر قیاس ہے۔''

جیسے شافعی علماء نے قنوتِ وتر کو قنوت نازلہ پر قیاس کیا ہے، اسی طرح اہل حدیث علماء نے بھی یہی صورت اختیار کی ہے۔ ہمارے بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ جو چیز فرضوں میں جائز ہے وہ تطوع اور نوافل میں بھی جائز ہے، اس لیے جب فرض نماز میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھی جاتی ہے تو وتر میں بھی جائز ہے۔

علامہ طحاوی حنفی نے شرح معانی الآثار (201/1) میں لکھا ہے:

"فإنا لم نجد شيئاً من السنن إلا وله مثل في الفرض۔"

''بے شک ہم سنن میں سے کوئی چیز ایسی نہیں پاتے مگر اس کی مثل فرض میں ہے۔''

اسی طرح دوسری جگہ (339/1) لکھتے ہیں:

"وكل تطوع فله اصل في الفرض۔"

''ہر نفلی عبادت کا اصل فرض عبادت میں ہے۔''

بہرکیف یہ سوائے قیاس و اجتہاد کے اور کچھ نہیں، جب کہ صحیح دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ قنوتِ وتر رکوع سے قبل ہے اور اس میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر کسی صحیح روایت میں موجود نہیں۔ ①

اللہ تعالیٰ فضیلۃ الشیخ مولانا ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ پر اپنی رحمت و فضل کریں اور ان کے علم و عمل، عمر، رزق میں برکت عطا فرمائے کہ ان کے اس جواب نے ہم سب کو لاجواب کر دیا ہے اگر پھر بھی کسی کی تسلی نہیں ہوئی تو وہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول بھی پڑھ لے:

كل شئي خالف امر رسول الله ﷺ سقط، ولا يقوم معه رأى ولاقياس، فإن الله تعالىٰ قطع العذر بقول رسول الله صلى الله عليه

---

① احکام و مسائل: 394,393/1، فتاویٰ فضیلة الشیخ مولانا ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ، ناشر، دارالاندلس (اشاعت اول ستمبر 2008ء) لیک روڈ چوبرجی، لاہور

وسلم، فلیس لاحد معه امرولا نهی غیر ما أمرهوبه۔"

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی 204ھ) فرماتے ہیں۔ ''ہر وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی مخالفت کرتی ہے وہ ساقط ہے، اس (حدیث رسول) کے مقابلے میں کوئی رائے اور قیاس نہیں ٹھہر سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے قول کے ساتھ اس عذر کو ختم کر دیا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے امر ونہی کے ساتھ کسی کے لیے کوئی امر، کوئی نہی قبول نہیں۔''①

ثقہ تابعی امام شعبی (عامر بن شرجیل) رحمہ اللہ (متوفی، 104ھ) فرماتے ہیں:

"ماحدثوك هولآء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فخذ به و ما قالوه برايهم فالقه فی الحش۔"

''علماء رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے جو حدیث تمہارے سامنے بیان کریں تم اس پر عمل کرو اور جو چیز وہ اپنی رائے سے بیان کریں اسے کوڑے میں ڈال دو۔''②

سند کی تحقیق

1- محمد بن يوسف بن واقد بن عثمان الضبی، مولاهم ابوعبدالله الفريانی:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام یحیٰی بن معین، امام ابوحاتم، امام عجلی، امام نسائی، وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ (تهذيب التهذيب: 343/5)

2- مالك بن مغول بن عاصم بن غزية حارثة بن حديج بن بجيلة البجلی ابوعبدالله الكوفی:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

---

① كتاب الام للشافعی: 193/2 المكتبة الشاملة۔

② سنن الدارمی المقدمة باب فی كراهية اخذالرای حديث نمبر 206، اسناده صحيح

انھیں امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابو حاتم، امام نسائی، امام ابو نعیم، امام ابن سعد، امام ابن حبان وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔①

اس کے علاوہ امیر المؤمنین امام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 101ھ) کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

اخبرنا الحسن بن بشر حدثنا المعافی عن الاوزاعی قال کتب عمر بن عبدالعزیز انه لا رای لاحد فی کتاب الله و انما رای الائمة فیمالم ینزل فیه کتاب ولم تمض به سنة من رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا رای لاحد فی سنة سنها رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

''امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، امام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خط میں لکھا تھا کہ اللہ کی کتاب کے بارے میں کسی شخص کی رائے کو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ائمہ (سلف صالحین) کی رائے ان معاملات میں ہوتی ہے جس کے بارے میں کتاب کا کوئی حکم نازل نہ ہوا ہو اور اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی کوئی سنت موجود نہ ہو اللہ تعالیٰ کے رسول نے جو سنت مقرر کر دی ہو اس کے بارے میں کسی رائے کا اعتبار نہیں ہوگا۔''②

سند کی تحقیق

1- **الحسن بن بشر بن المسیب الهمدانی البجلی، ابوعلی الکوفی "صدوق یخطئ"③**

---

① تهذیب التهذیب: 361/5

② سنن الدارمی المقدمة باب مایتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ قول غیره عنه قوله صلی الله علیه وسلم، حدیث نمبر 447، اسناده صحیح

③ تقریب التهذیب: ص: 68

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

2- المعافی بن عمران بن نفیل بن جابر بن جبلة بن عبید بن لبید بن مخاشن بن سلمة بن مالك بن فهم الازدی الفهمی" ابو مسعود النفیلی الموصلی الفقیه الزاهد۔

یہ صحیح بخاری، سنن ابوداوٗد، سنن ترمذی اور سنن نسائی کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام یحییٰ بن معین، امام ابو حاتم، امام عجلی، امام ابن سعد، امام ابن حبان وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔①

3- الاوزاعي هو عبدالرحمن بن عمرو بن ابی عمرو الا وزاعي:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انھیں امام یحییٰ بن معین، امام عجلی، امام یعقوب، امام بیہقی، امام ابن حبان، امام ابن سعد وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔②

سلف صالحین کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ حدیث رسول کے مقابلے میں رائے، قیاس، استدلال، چونکہ، چنانچہ، اگر، مگر، یہ سب باطل و مردود ہیں، حجت تو صرف اور صرف قرآن وسنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں قرآن وسنت پر عمل کرنے والا بنا دے۔ (آمین)

حاصل کلام یہ ہے کہ نمازِ وتر میں دعائے قنوت کے لئے رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا اور تین وتر ایک سلام سے پڑھنا سنت رسول ﷺ نہیں، بلکہ تین وتر پڑھنے کا صحیح سنت طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور ایک رکعت علیحدہ پڑھی جائے، نیز رسول اللہ ﷺ وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ان دونوں روایات کی تفصیل آپ اسی کتاب میں پڑھیں گے)۔ راقم الحروف نے

① تهذيب التهذيب: 473/5

② تهذيب التهذيب: 402,401/3

اس کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے منہج کے مطابق کتاب و سنت کا دفاع کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین) راقم الحروف کو اپنی کم علمی کا احساس بھی ہے، لہٰذا اس کتاب میں اگر کوئی غلطی یا خامی ہے تو میری اپنی طرف سے ہے اور اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ اہل علم سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کوئی غلطی یا خامی دیکھیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تا کہ آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے۔

میری اس کتاب اور اس کے علاوہ دیگر کتب و دینی سرگرمیوں میں ہم میرے مجلس دوستوں کا بڑا ہاتھ رہا، جن میں سرفہرست محترم زبیر جاوید صاحب، محمد عمران صاحب، مولانا عبدالرحمٰن مظہر صاحب، مولانا محمد عمران بن سلیم صاحب، محمد شاہد صاحب، محمد زبیر (ثانی) صاحب، حافظ عبدالمنان صاحب ہیں، جنہوں نے میری مسلسل حوصلہ افزائی کی، بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ میری اس محنت اور کامیابی کے پیچھے سب سے زیادہ ہاتھ محترم زبیر جاوید صاحب، محمد عمران صاحب اور میری زوجہ محترمہ کا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

دعا ہے اللہ میرے ان تمام دوستوں اور میری زوجہ محترمہ کے علم، عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

اور میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور اسے میرے دوستوں، میری زوجہ محترمہ اور میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین ثم آمین)

ابو محمد خرم شہزاد

13-11-2010

0346-4442421

باب نمبر 1

تین وتر ایک سلام سے پڑھنا

سوال: تین وتر پڑھتے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھیں، درمیان میں کوئی تشہد تو نہیں؟ کیا یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: جن مرفوع روایات میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا ذکر آیا ہے وہ سب بلحاظ سند ضعیف ہیں اور دو تشہد تین وتر والی مرفوع روایات بلحاظ سند موضوع (جھوٹی) و باطل ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

روایت نمبر 1

کان رسول اللہ ﷺ یوتر بثلاث لایقعد الا فی آخرھن۔

''رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے ان میں سے صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے''

سند۔ قتادة عن زرراة بن اوفی عن سعد بن ھشام عن عائشة رضی اللہ عنہا.

(مستدرک حاکم 304/1) و (سنن الکبری للبیہقی 28/3) نیز یہ حدیث اختصار کے ساتھ ان الفاظ سے مروی ہے۔

''کان لایسلم فی رکعتی الوتر۔''

رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہ پھیرتے اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ وتر کی پہلی دو رکعتوں پر سلام نہ پھیرتے۔[1]

---

[1] (سنن نسائی 235/3، مصنف ابن ابی شیبہ 91/2، قیام اللیل (209) شرح معانی الآثار 280/1 سنن دارقطنی 32/2، مستدرك حاکم 304/1 سنن الکبری للبیهقی 31/3)

اس روایت کا متن اور سند وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی ہے۔
یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس سند میں قتادہ راوی مشہور مدلس ہے۔ ①
اور عن سے روایت کر رہا ہے لہٰذا یہ روایت عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔
لیکن بعض ہمارے اہل علم بھائی راوی قتادۃ بن دعامۃ الدوسی، البصری کو مدلس نہیں سمجھتے۔ امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس ثابت کرنے سے پہلے تدلیس کی وضاحت بھی پیش خدمت ہے۔

تدلیس کی تعریف

لغوی تعریف۔ مدلس تدلیس سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، لغت میں تدلیس، سامان کے عیب کو خریدار سے پوشیدہ رکھنے کو کہتے ہیں۔ تدلیس اصل میں ''دلس'' سے مشتق ہے۔ دلس کے معنی اندھیرا یا اندھیروں کا خلط ملط ہونا ہے، جیسا کہ قاموس میں ہے۔
چونکہ مدلس (تدلیس کرنے والا) حدیث پر واقفیت اور خبر رکھنے والے سے اپنے معاملے کو تاریک رکھتا ہے، یعنی چھپالیتا ہے۔ اس لیے اس کی روایت کو مدلس کہتے ہیں۔
اصطلاحی تعریف۔ سند میں عیب کو مخفی اور پوشیدہ رکھنا اور اس کے ظاہر کو اچھا یا حسین پیش کرنا۔ ②

تدلیس فی الاسناد

اگر راوی اپنے اس استاد سے (جس سے اس کا سماع، ملاقات اور معاصرت ثابت ہے) وہ روایت (عن یا قال وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ) بیان کرے، جسے اس نے (اپنے استاد کے علاوہ) کسی دوسرے شخص سے سنا ہے اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہوگی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ ③

---

① الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص۔ 59,58
② تیسیر مصطلع الحدیث ص: 75، مقدمہ ابن الصلاح ص: 33۔
③ مقدمہ ابن الصلاح ص: 33، تیسیر مصطلع الحدیث ص:75, 76

تدلیس اور اس کا حکم

حدثنا عبدالرحمن، نا ابی، قال سمعت أبانعیم یقول سمعت شعبة یقول: لأن أزنی أحب الي من أن أدلس

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک تدلیس کرنے سے زنا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ①

یعنی تدلیس زنا سے بڑا جرم ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

التدیس للحدیث عند کثر اهل العلم وقد عظم بعضهم الشان فی ذمه وتبجع بعضهم بالبراءة منه"

اکثر اہل علم کے نزدیک حدیث میں تدلیس ناپسندیدہ ہے، بعض نے تو اس کی بہت مذمت کی ہے اور بعض نے اس سے براءت کا اعلان کیا ہے۔ ②

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ البستی فرماتے ہیں:

" وأما المدلسون الذین هم ثقات وعدول فإنا لانعتج وأخبارهم الا مابینوا السماع فیما رو وامثل والثوری والأعمش وأبي اسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقنین ...."

وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم ان کی صرف ان مرویات ہی حجت پکڑتے ہیں، جن میں وہ سماع کے تصریح کریں، مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابواسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے...... الخ۔ ③

بلکہ مزید فرماتے ہیں:

"الثقات المدلسون الذین کانوایدلسون فی الأخبار مثل قتادة

---

① الحرح والتعدیل: 163/1 وسنده صحیح

② الکفایة ص: 309۔

③ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: 150/1

ویحي، ابن أبی کثیر والأعمش وأبو اسحاق وابن جریج وابن اسحاق و الثوری و هیشم ...... فربما دلسوا عن الشیخ بعد سماعهم عنه عن أقوام ضعفاء لایجوز الاحتجاج بأخبارهم، فمالم یقل المدلس وإن کان ثقة حدثنی أوسمعت، فلایجوز الاحتجاج بخبرہo"

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے، مثلاً قتادۃ، یحیٰی بن ابی کثیر، اعمش، ابواسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم، بعض اوقات آپ اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایت بطور تدلیس بیان کر دیتے، جنہیں انہوں نے ضعیف ناقابل حجت لوگوں سے سنا تھا، تو جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو یہ نہ کہے "حدثنی" یا "سمعت" اس نے مجھے حدیث بیان کی یا میں نے سنا تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ ①

اسی طرح ایک جماعت، مثلاً امام ابواسامہ اور امام جریر بن حازم وغیرہما سے تدلیس کی سخت مذمت مروی ہے۔ ②

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر مدلس راوی کسی مقام پر اپنے سماع کی وضاحت کر دیتا ہے تو ایسی روایت کو قبول کریں، اگر وہ کسی مقام پر اس قسم کی وضاحت نہیں کرتا بلکہ "عن" وغیرہ سے روایت بیان کرتا ہے، تو اسے قبول نہ کیا جائے۔ ③

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فقلنا لانقبل من مدلس حدیثا حتی یقول فیه حدثنی أوسمعت ...."

---

① کتاب المجروحین: 92/1

② الکفایة: ص:309, 310 باسانید صحیحه۔

③ مقدمه ابن الصلاح: ص: 34

''ہم کسی مدلس سے کوئی بھی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ اس میں سماع کی تصریح نہ کر دے۔''①

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''لایکون حجة فیما دلس۔''

''مدلس راوی تدلیس والی روایت میں حجت نہیں ہوتا۔''②

امام قتادہ کے مدلس ہونے کا ثبوت

حدثنا عبدالرحمان نا صالح بن أحمد بن حنبل، ناعلی، یعنی ابن المدینی، قال: سمعت عبدالرحمن، وذکر شعبة فقال: سمعته یقول: کنت اتفقد فم قتادة فإذا قال سمعت وحدثنا تحفظته فإذا قال حدث فلان ترکته۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں قتادہ کے منہ کو دیکھتا رہتا جب وہ کہتے کہ میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی تو میں اسے یاد کر لیتا اور جب کہتے فلاں نے حدیث بیان کی تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا۔③

حدثنا عبدالرحمن، حدثنی أبي نا محمد بن یزید الأسفاطی نا یحي بن کثیر العنبری، نا شعبة، عن قتادة عن سعید بن جبیر، عن ابن عمر أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن نبیذ الجر، قال شعبة: فقلت لقتادة: ممن سمعته؟ قال: حدثنیه أیوب السختیانی، قال شعبة: فأتیت أیوب فسألته فقال: حدثنیه أبوبشر، قال شعبة: فأتیت أبابشر فسألته، فقال: أنا سمعت سعید

① الرسالة ملامام الشافعی: ص 330۔

② الکامل في ضعفاء الرجال، لابن عدی: 107/1 وسنده حسن۔

③ الجرح والتعدیل: 160/1 واسناده صحیح۔

بن جبیر، عن ابن عمر عن النبی ﷺ أنه نھٰی عن نبیذ الجر۔

امام یحییٰ بن کثیر عنبری کہتے ہیں کہ ہمیں شعبہ نے قتادۃ سے عن سعید بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ایک حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے سبز ٹھلیا کی نبیذ سے منع کیا ہے۔ شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: آپ نے اسے کس سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: مجھے ایوب سختیانی نے بتایا ہے، شعبہ نے کہا کہ میں ایوب کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجھے ابو بشر نے بتایا ہے، شعبہ نے کہا: میں ابو بشر کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے سعید بن جبیر سے سنا ہے، وہ ابن عمر سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے سبز ٹھلیا کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔ ①

اس سے صاف معلوم ہوا کہ قتادہ مدلس تھے، انہوں نے سند سے دو راوی گرائے ہیں۔

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"کفیتکم تدلیس ثلاثة: الأعمش وأبی اسحاق و قتادة"

میں آپ کے لیے تین (اشخاص) کی تدلیس کے لیے کافی ہوں۔ اعمش، ابو اسحاق اور قتادہ۔ ②

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الثقات المدلسون الذین کانوا یدلسون فی الأخبار مثل قتادة ویحي ابن أبی کثیر والأعمش وأبواسحاق و ابن جریج و ابن اسحاق و الثوری وھشیم ...... الخ

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے، مثلاً قتادہ، یحییٰ بن

---

① الجرح والتعدیل: 160/1, 161 واسنادہ صحیح۔

② مسألة التسمیته لمحمد بن طاھر المقدسی ص: 47 و سندہ صحیح بحوالہ الحدیث شمارہ نمبر 33، ص: 33

ابی کثیر، اعمش، ابواسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم الخ۔ ①

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"قتادة بن دعامة السدوسي، البصري، صاحب انس بن مالك رضي الله عنه، كان حافظ عصره، وهومشهور بالتدليس۔ ②

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"قتادة على علوقدره يدلس" ③

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"حافظ ثقة ثبت لكنه مدلس۔" ④

ان کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے۔

امام ابومحمود المقدسی (قصیدہ: 2) حافظ العلائی (جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص 108) حافظ السیوطی (اسماء عرف بالتدلیس: 55) امام خطیب بغدادی (الکفایۃ ص: 315) امام نووی (شرح صحیح مسلم 172,209/1) امام حاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص: 103) امام ابن عبدالبر (التمہید 307/3) وغیرہم۔

صحیحین اور مدلسین

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وما كان في الصحيحين وشبههما عن المدلسين بعن محمولة على ثبوت السماع من جهة أخرٰى"

جو کچھ صحیحین اور ان جیسی (کتب) میں مدلسین سے معنعن مذکور ہے وہ دوسری اسانید میں صراحت بالسماع موجود ہے۔ ⑤

---

① كتاب المجروحين: 92/1

② الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص:59,58۔

③ مستدرك حاكم: 233/1۔ ④ ميزان الاعتدال: 385/3

⑤ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي 122/1۔

یعنی صحیحین کے مدلس راویوں کی "عـــن" والی روایات میں سماع کی تصریح یا متابعت صحیحین یا دوسری کتب حدیث میں ثابت ہے۔

راقم الحروف نے یہ روایت (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) والی کا متن درست لکھا ہے، وگرنہ احناف نے جب مستدرک حاکم کی اشاعت کی تو "لَایَقْعُدُ" کو "لَایُسَلِّمُ" بنا دیا یعنی احناف نے اس روایت کے متن میں تحریف کی، تفصیل کے لیے دیکھئے، قرآن وحدیث میں تحریف ص: 247 از ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ۔

روایت نمبر 2

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قرأ ﴿سبح اسم ربك الاعلىٰ﴾ فى الركعة الاولىٰ، وقرأفى الثانية ﴿قل يايها الكافرون﴾ ثم قام ولم يفصل بينهما بسلام، ثم قرا ﴿قل هوالله أحد﴾ حتى إذا فرغ كبر ثم قنت قدر ماشاء الله أن يدعو، ثم كبرو ركع۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھتے اور پھر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے اور سلام پھیرنے سے فصل نہ کرتے (سلام نہ پھیرتے) تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے اور پھر تکبیر کہہ کر جو اللہ تعالیٰ چاہتے اتنی دیر قنوت کرتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کو جاتے۔ [1]

جواب: یہ روایت موضوع (جھوٹی) ہے، کیونکہ اس روایت کی سند میں دو راوی متروک وکذاب ہیں اور تیسرا راوی مدلس ہے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

سند۔ حفص بن سليمان عن أبان بن أبى عياش عن إبراهيم النحعى عن

---

① (الاصابة4/475)

علقمة عن عبداللہ بن مسعود......

اول۔ اس سند میں ابراہیم نخعی مدلس ہے۔ ①

دوم۔ سند میں دوسرا راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث، منکر الحدیث اور قابل حجت نہیں ہے۔ امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام شعبہ اس کے متعلق بری رائے رکھتے تھے۔ ②

امام شعبہ نے کہا: اس سے روایت لینے سے تو زنا کر لینا بہتر ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ کچھ چیز نہیں (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں) نیز امام یحییٰ اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ ③

امام محمد بن سعد نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ ④

امام جوزجانی نے کہا: ساقط ہے۔ ⑤

امام نسائی نے کہا: یہ متروک الحدیث ہے۔ ⑥

امام یحییٰ بن معین نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے اور امام ابوعوانہ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ ⑦

امام علی بن مدینی نے کہا: وہ ضعیف تھا۔ ⑧

امام دارقطنی نے کہا: وہ متروک ہے۔ ⑨

امام عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا: امام شعبہ کہتے ہیں، میرا گھر اور گدھا مسکینوں میں صدقہ ہے، اگر ابان بن ابی عیاش حدیث میں جھوٹ نہ بولتا اور امام احمد بن حنبل نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ ⑩

---

① الفتح المبین في تحقیق طبقات المدلسین: ص: 33۔ ② تاریخ صغیر بلبخاری: 2/50۔
③ کتاب المجروحین: 1/97۔ ④ طبقات ابن سعد: 7/273
⑤ احوال الرجال ص : 57 ⑥ کتاب الضعفاء والمتروکین: ص: 284۔
⑦ تاریخ یحییٰ بن معین: 2/117-214۔ ⑧ سوالات محمد بن عثمان بن، ابی شیبة: ص: 54
⑨ الصغفاء والمتروکون للدارقطنی ص: 103 ⑩ کتاب الضعفاء الکبیر: 1/40-41

امام یعقوب بن سفیان نے کہا: میرے اصحاب (محدثین) اس کو ضعیف کہتے تھے۔①

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔②

امام احمد بن حنبل نے کہا کہ وہ منکر الحدیث تھا۔ امام وکیع نے کہا: منکر الحدیث ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا: اس کی حدیث کچھ بھی نہیں اور وہ ضعیف ہے۔ امام نسائی نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے اور امام ابن عدی نے کہا: اس کی تمام روایات میں متابعت نہیں کی گئی اور اس کی روایت میں ضعف واضح ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا: اس کی حدیث نہ لکھی جائے اور امام الحاکم ابو احمد نے کہا: وہ منکر الحدیث ہے اور امام شعبہ، امام ابوعوانہ، امام یحییٰ اور امام عبدالرحمٰن نے اس کو ترک کر دیا تھا۔③

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: متروک ہے۔④

امام ذہبی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا کہ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا۔⑤

طاہر بن علی نے کہا: ابان متروک اور سخت ضعیف ہے۔⑥

سوم۔ سند میں تیسرا راوی حفص بن سلیمان متروک الحدیث اور سخت ضعیف ہے۔ وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔ امام المحدثین امام بخاری نے کہا کہ محدثین نے اس کو ترک کر دیا تھا۔⑦

امام نسائی نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔⑧

---

① المعرفته والتاریخ: 147/3۔
② کتاب الضعفاء والکذابین: ص: 45۔
③ تقریب التھذیب: 65/1-66-67۔
④ تقریب التھذیب ص: 18۔
⑤ المغنی فی الضعفاء: 13/1۔
⑥ تذکرة الموضوعات: ص: 231۔
⑦ کتاب الضعفاء للبخاری۔ ص: 29۔
⑧ کتاب الضعفاء والمتروکین: ص: 88۔

امام یحییٰ بن معین سے ان کے شاگرد امام عثمان نے پوچھا کہ اس کی حدیث کیسی ہے تو امام یحییٰ بن معین نے کہا: ثقہ نہیں ہے۔ ①

امام ابوزرعہ رازی نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ②

امام جوزجانی نے کہا: "قد ضرغ منہ منذ دھر" ③

امام دارقطنی نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ④

امام عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے اور امام یحییٰ بن معین نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ ⑤

امام ابن حبان نے کہا: سندوں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور مرسل روایات کو مرفوع کر دیتا تھا۔ ⑥

امام علی بن مدینی نے کہا: ضعیف الحدیث ہے اور امام مسلم نے کہا کہ وہ متروک ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ نہیں اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ امام صالح بن محمد نے کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے اور اس کی تمام حدیثیں منکر ہیں۔ امام ساجی نے کہا: اس کی سماک وغیرہ سے روایت کردہ احادیث باطل ہیں۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے کیونکہ یہ ضعیف الحدیث ہے، سچا نہیں متروک الحدیث ہے اور امام ابن خراش نے کہا: کذاب اور متروک ہے اور جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا اور امام ابواحمد الحاکم نے کہا: حدیث میں گیا گزرہ ہے۔ ⑦

امام ذہبی نے کہا: حدیث میں سخت ضعیف ہے۔ ⑧

---

① تاریخ عثمان بن سعید للدارمی: ص 98۔ ② کتاب الضعفاء للرازی: 502/2۔

③ کتاب احوال الرجال: ص 110۔ ④ سنن دارقطنی: 263/2۔

⑤ کتاب الضعفاء الکبیر: 270/1-271۔ ⑥ کتاب المجروحین: 255/1۔

⑦ تهذیب التهذیب: 559/1۔ ⑧ 2۔ المغنی فی الضعفاء: 274/1۔

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: "متروك الحديث مع امامته فى القرأة" ①

نیز حفص بن سلیمان راوی سے نیچے کی سند غائب ہے، لہٰذا یہ روایت موضوع و باطل ہے۔

تنبیہہ: یہ حدیث اگرچہ موضوع (جھوٹی) ہے، لیکن تین وتروں کی قرأت میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھنا ثابت ہے وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافروں اور سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔ ②

روایت نمبر 3

يوتر بثلاث لا يفصل فيهن.

ترجمہ: تین وتر پڑھتے اور سلام کے ساتھ فصل نہ کرتے۔

سند۔ حدثنا ابوالنضر حدثنا محمد بن راشد عن يزيد بن يعفر عن الحسن عن سعد بن هشام عن عائشة رضی اللہ عنہا۔ ③

جواب: یہ روایت بھی ضعیف ہے، کیونکہ حسن بصری مدلس ہے ④ اور عن سے روایت کر رہا ہے، لہٰذا یہ روایت معنعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔ یزید بن یعفر راوی کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے امام ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور امام دارقطنی نے کہا: بصری معروف ہے، اس کی روایت بطور اعتبار (یعنی شواہد و متابعات میں) لی جاتی ہے۔ ①

① تقریب التھذیب ص: 77۔

① (مستدرك حاكم: 415/1، ح:1171 السنن الكبرىٰ للبيهقي، اسناده حسن)

① (مسند احمد155/6-156)

④ الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص: 35۔

⑤ موسوعة اقوال الدارقطني:724/2۔

امام ذہبی نے کہا: وہ حجت نہیں ہے۔ ①

تنبیہ: اس ضعیف روایت کے مقابلے میں خود امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی، 110ھ) سے نمازِ وتر میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا ثابت ہے دلیل پیش خدمت ہے۔

حدثنا أبو اسامة عن ابن عون قال كان الحسن يسلم في ركعتي الوتر

امام عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة، كتاب صلاة التطوع والامة، باب من كان يؤتر بركعة اسناده صحيح)

روایت نمبر 4

أجمع المسلمون على أن الوتر ثلاث لا يسلم الا في أخرهن۔

ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔ اسلام صرف ان کے آخر میں پھیرا جائے۔ ②

جواب: یہ روایت بھی سابقہ روایات کی طرح موضوع (جھوٹی) اور باطل ہے۔ وضاحت پیش خدمت ہے۔

سند۔ حدثنا حفص عن عمرو عن الحسن۔

اول۔ اس سند میں حفص بن غیاث راوی مدلس ہے ③ اور عن سے روایت کر رہا ہے، لہٰذا یہ روایت معنعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔ سند میں دوسرا راوی عمرو بن عبید بن باب متروک الحدیث، منکر الحدیث اور

---

① میزان الاعتدال للذہبی: 442/4۔

② (مصنف ابن ابی شیبة 90/2)

③ الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص: 22۔

کچھ بھی نہیں ہے۔ امام المحدثین امام بخاری نے کہا کہ امام یحییٰ بن سعید القطان نے اسے ترک کر دیا تھا اور مطر الوراق نے کہا: پس جان لو بے شک وہ جھوٹا ہے۔ ①

امام نسائی نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔ ②

امام علی بن مدینی نے کہا: کچھ چیز نہیں ہے۔ (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں) ③

امام یحییٰ بن معین نے کہا: عمرو بن عبید کچھ بھی نہیں، برا آدمی تھا۔ ④

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا کہ امام سفیان بن عیینہ نے کہا: وہ کذاب تھا۔ ⑤

امام ابن حبان نے کہا کہ خبیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا تھا۔ اور جھوٹی روایات وضع کرتا تھا۔ اور امام یحییٰ اور امام عبدالرحمٰن اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ ⑥

امام عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا کہ امام احمد بن حنبل نے اس کو ترک کر دیا تھا اور اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے اور امام حمید نے کہا: عمرو بن عبید، امام حسن بصریؒ کی طرف جھوٹ منسوب کرتا تھا۔ ⑦

امام جوزجانی نے کہا: وہ ثقہ نہیں گمراہ تھا۔ ⑧

امام دارقطنی نے کہا: وہ ضعیف تھا اور امام یحییٰ بن معین نے کہا: اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ⑨

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: بدعتی تھا اور ایک جماعت نے اسے کذاب کہا

---

① کتاب الضعفاء للبخاری: 269۔
② کتاب الضعفاء والمتروکین: ص: 299۔
③ سوالات محمدبن عثمان ابی شیبہ: ص 58
④ سوالات ابن الجنید: ص 84
⑤ کتاب الضعفاء والکذابین: ص 444
⑥ کتاب المجروحین: 69/2۔
⑦ کتاب الضعفاء الکبیر: 28/3۔
⑧ کتاب احوال الرجال، ص 169
⑨ میزان الاعتدال: 274/3

ہے۔[1]

امام ذہبی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔[2]

امام مسلم کہتے ہیں کہ امام یونس بن عبید نے کہا کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔ امام معاذ بن معاذ سے روایت ہے کہ میں نے امام عوف بن ابی جمیلہ سے کہا: عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی کہ جوشخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ امام عوف نے کہا: اللہ کی قسم عمرو جھوٹا ہے، اس کا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اس سے ثابت کرے۔ امام ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن بصری سے روایت کیا ہے، جوشخص نبیذ پینے سے مست ہو جائے اس پر حد نہ ہوگی۔ امام ایوب نے کہا: عمرو بن عبید جھوٹا ہے۔ امام حسن بصری کہتے تھے کہ جوشخص نبیذ سے مست ہو جائے اس پر حد پڑے گی۔ امام سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہ امام ایوب کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جاتا ہوں تو وہ ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے، جس شخص کے دین پر تجھے بھروسا نہ ہو کیا اس کی حدیث پر تو بھروسہ کرسکتا ہے؟[3]

امام ابو حاتم نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔ امام حفص نے کہا: حدیث میں ضعیف ہے۔ امام محمد بن سعد نے کہا: کثیر الحدیث تھا۔ اہل الرائے اور حدیث میں کچھ بھی نہیں تھا۔[4]

روایت نمبر 5

الوتر ثلاث رکعات کصلاۃ المغرب۔

ترجمہ: وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں۔[5]

---

① تقریب التھذیب ص: 261
② المغني فی الضعفاء: 148/2۔
③ صحیح مسلم: 1/46-47-48۔
④ تھذیب التھذیب: 361/4۔
⑤ (کتاب المجروحین: 121/1)

جواب: یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ وضاحت پیش خدمت ہے۔

سند۔   اسماعیل بن مسلم عن الحسن عن سعد بن هشام عن عائشة......

اول۔   اس سند میں حسن بصری مدلس ہیں ① اور عن سے روایت کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت معنعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔   سند میں دوسرا راوی اسماعیل بن مسلم المکی متروک، منکر الحدیث اور کچھ بھی نہیں ہے۔

امام المحدثین امام بخاری نے کہا: اسے امام یحییٰ اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے ترک کر دیا تھا۔ ②

امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ③

امام نسائی نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ ④

امام جوزجانی نے کہا: سخت واہی الحدیث ہے، اس کی احادیث کو ترک کرنے پر محدثین متفق ہیں۔ ⑤

امام علی بن مدینی نے کہا: اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ⑥

امام دارقطنی نے کہا: ضعیف ہے۔ ⑦

امام احمد بن حنبل نے کہا: وہ منکر الحدیث ہے، امام الفلاس نے کہا: حدیث میں ضعیف تھا، کثرت سے غلطیاں کرنے والا تھا۔ امام ابوزرعہ رازی نے کہا: وہ ضعیف الحدیث مختلط تھا اور امام عبداللہ بن مبارک نے اس کو ترک کر دیا تھا۔ امام نسائی نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ امام البزار نے کہ وہ قوی نہیں ہے اور امام ابواحمد

---

① الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص 35۔ ② تاريخ صغير للبخاری: 78/2۔

③ تاريخ عثمان بن سعيد للدارمی: ص:67۔ ④ كتاب الضعفاء والمتروكين: ص:284۔

⑤ كتاب احوال الرجال: ص:149۔ ⑥ كتاب العلل: ص:64۔

⑦ الضفاء والمتروكون للدارقطنی: ص: 415۔

الحاکم نے کہا کہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں تھا۔ امام عقیلی، امام الدولابی، امام الساجی اور امام ابن الجارود نے اسماعیل بن مسلم کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ①

امام سفیان نے کہا: یہ حدیث میں غلطی کرتا تھا۔ ②

امام عبداللہ بن مبارک نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ③

امام ابن حبان نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ④

امام ذہبی نے کہا: ساقط الحدیث ہے۔ ⑤

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: فقیہ مگر ضعیف الحدیث تھا۔ ⑥

طاہر بن علی نے کہا: وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ⑦

روایت نمبر 6

وتر الليل ثلاث کو تر النهار صلوة المغرب۔

ترجمہ: رات کے وتر تین ہیں، جیسا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔ ⑧

جواب۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ وضاحت پیش خدمت ہے۔

سند۔ ثنا يحي بن زكريا الكوفي ثنا الاعمش عن مالك بن الحارث عن عبدالرحمن بن يزيد النخعي عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اول۔ اس سند میں اعمش راوی مدلس ہے۔

دوم۔ امام دارقطنی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خود ہی وضاحت کر دی ہے

---

① تهذيب التهذيب: 211,210/1۔ ② تهذيب الكمال: 230/1۔
③ خلاصه تذهيب تهذيب الكمال: 94/1۔ ④ كتاب المجروحين: 120/1۔
⑤ المغنى فى الضعفاء: 131/1۔ ⑥ تقريب التهذيب: ص: 35۔
⑦ تذكرة الموضوعات: ص: 241۔ ⑧ (سنن دارقطنى: 2/ 28)

کہ اس سند میں یحییٰ بن زکریا راوی ضعیف ہے۔ ①

سوم۔ امام بیہقی نے بھی یحییٰ بن زکریا راوی کو ضعیف کہا ہے۔ ②

روایت نمبر 7

ابن عباس رضی اللہ عنهما، الوتر مثل صلاة المغرب، الا أنه لایجلس إلافی الثالثه۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ وتر نماز مغرب کی مانند ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ وتر میں صرف تیسری رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھے۔ ③

جواب۔ یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

سند۔ عبدالرزاق عن معتمر بن سلیمان التیمی عن لیث عن عطاء عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنهما۔

اول۔ اس سند میں عبدالرزاق مدلس ہے ④ اور عن سے روایت کر رہا ہے لہٰذا یہ روایت معنعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔ سند میں دوسرا راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف مدلس ہے ⑤ اور عن سے روایت کر رہا ہے نیز لیث اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ ⑥

تفصیل پیش خدمت ہے۔

امام نسائی نے کہا: لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ ⑦

امام عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا: امام سفیان بن عیینہ نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ ⑧

---

① سنن دارقطنی: 2/ 28۔ ② السنن الکبریٰ لبیهقی: 31/3۔

③ (مصنف عبدالرزاق: 400/2، المحلیٰ ابن حزم: 224,223/2)

④ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص:45۔

⑤ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص: 106۔ ⑥ نهایة الاغتباط: ص: 295۔

⑦ کتاب الضعفاء والمتروکین: ص: 302۔ ⑧ نهایة الاغتباط: ص: 295۔

اور امام ابن حبان نے کہا کہ لیث عمر کے آخر میں مختلط ہو گیا تھا، سندوں کو بدل دیتا تھا اور مرسل روایات کو مرفوع کر دیتا تھا۔ یہ ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا تھا جو ان کی (بیان کردہ) احادیث سے نہ ہوں اور امام یحییٰ بن سعید، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین نے اس کو ترک کر دیا تھا۔ (یعنی اس سے روایت نہیں لیتے تھے۔) ①

امام جوز جانی نے کہا: وہ حدیث میں ضعیف تھا۔ ②

امام یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ضعیف ہے قوی نہیں۔ ③

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور کہا کہ امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ اس کی حدیث کچھ بھی نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے کہا: مضطرب الحدیث ہے۔ اور امام عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ثقہ صدوق، لیکن قابل حجت نہیں۔ ④

امام دارقطنی نے کہا: سیئ الحفظ اور ضعیف ہے۔ قوی نہیں۔ ⑤

امام محمد بن سعد نے کہا: نیک عابد آدمی تھا لیکن حدیث میں ضعیف تھا۔ ⑥

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لیث سخت ضعیف الحدیث بہت غلطیاں کرنے والا تھا۔ ⑦

امام ذہبی نے کہا: وہ ضعیف الحدیث تھا، پھر امام ابو حاتم اور امام ابوزرعہ نے کہا کہ اس کے ساتھ وقت ضائع نہ کیا جائے وہ مضطرب الحدیث ہے، پھر امام ابوزرعہ رازی نے کہا کہ لیث حدیث میں کمزور ہے، اہل علم کے نزدیک قابل حجت نہیں۔ امام الحاکم ابواحمد نے کہا: محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے، اور امام الحاکم ابوعبداللہ

---

① کتاب المجروحین: 231/2۔
② کتاب احوال الرجال: ص: 91۔
③ سوالات ابن الجنید: ص: 156۔
④ کتاب الضعفاء و الکذابین: ص: 162۔
⑤ سنن دارقطنی: 67/1، 319/2۔
(6) طبقات ابن سعد: 6/271-372۔
⑦ کتاب المجروحین: 231/2۔

نے کہا: اس کے برے حافظہ ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔ امام یعقوب بن شیبہ نے کہا: صدوق ضعیف الحدیث تھا۔ امام ساجی نے کہا: سچا ہے، یہ کمزور، برے حافظ والا اور بہت غلطیاں کرتا تھا۔ نیز امام یحییٰ القطان اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے، اور امام یحییٰ بن معین نے کہا: لیث، منکر الحدیث لیکن صاحب سنت تھا۔ ①

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: صدوق عمر کے آخری حصہ میں سخت اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اس کی حدیث میں تمیز نہیں کی گئی، لہٰذا یہ ترک کر دیا گیا۔ (یعنی اس کی روایات کو چھوڑ دیا گیا۔) ②

طاہر بن علی نے کہا: لیث بن ابی سلیم کو امام احمد وغیرہ نے ترک کر دیا تھا۔ ③

روایت نمبر 8

عبدالرزاق عن الثوری عن الاعمش عن مالك بن الحارث عن عبدالرحمن بن یزید قال: وتر اللیل کوتر النهار صلاة المغرب ثلاث۔ قول ابن مسعود رضی الله عنه

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید سے (روایت ہے) انہوں نے کہا کہ رات کے وتر دن کے وتر نمازِ مغرب کی طرح تین ہیں، یہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ④

جواب: یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس روایت کی سند میں راوی عبدالرزاق، سفیان ثوری اور اعمش تینوں مدلس ہیں ⑤ اور عن سے روایت کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت تینوں راویوں کی تدلیس کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

تنبیہ: بعض لوگ امام سفیان ثوری اور امام اعمش کو "مدلس" نہیں سمجھتے، لہٰذا ہم بالترتیب پہلے امام سفیان ثوری، پھر امام اعمش کا "مدلس" ہونا ثابت کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

---

① تهذیب التهذیب:4/612-613۔ ② تقریب التهذیب: ص: 287۔
③ تذکرة الموضوعات: ص:287۔ ④ (مصنف عبدالرزاق:2/295)
⑤ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص: 39, 42, 45۔

امام سفیان ثوری کے مدلس ہونے کے دلائل

شیخ الاسلام امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی، 161ھ) ثقہ، فقیہ، سید الحفاظ اور امیر المؤمنین فی الحدیث ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے اور اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ مدلس کی ''عن'' والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو درج ذیل محدثین نے مدلس قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ جرح و تعدیل کے امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ (متوفی: 233ھ) کہتے ہیں:

سفیان امیر المؤمنین فی الحدیث،...... لم یکن أحد أعلم بحدیث أبی اسحاق من الثوری، وکان یدلس، و لم یکن أحد أعلم بحدیث الأعمش من الثوری۔ ①

2۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی:354ھ) کہتے ہیں۔

وأما المدلسون الذین هم ثقات وعدول، فانالا نحتج بأخبارهم الا مابینوا السماع فیما رووا مثل الثوری والاعمش و أبی اسحاق و أضرابهم من الائمة المتقنین......"

وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم ان کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کے تصریح کریں، مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابواسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے......الخ۔ ②

بلکہ مزید کہتے ہیں:

"الثقات المدلسون الذین کانوا یدلسون فی الأخبار مثل قتادة ویحي ابن أبی کثیر والأعمش وأبو اسحاق وابن جریج وابن إسحاق والثوری و هشیم ...... فربما دلسوا عن الشیخ بعد

---

① (کتاب الجرح والتعدیل:4/211، اسناده صحیح)

② (صحیح ابن حبان:1/150)

سماعهم عنه عن أقوام ضعفاء لايجوز الاحتجاج بأخبارهم، فمالم يقل المدلس وإن كان ثقة حدثنی أوسمعت، فلايجوز الاحتجاج بخبرہo"

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے، مثلاً قتادة، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابواسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم ...... الخ بعض اوقات وہ اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایت بطور تدلیس بیان کر دیتے، جنہیں انہوں نے ضعیف ناقابل حجت لوگوں سے سنا تھا۔ تو جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو یہ نہ کہے "حدثنی" یا "سمعت" اس نے مجھے حدیث بیان کی یا میں نے سنا تو اس کی خبر (روایت) سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ (کتاب المجروحین: 92/1)

3۔ امام ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 213ھ) کہتے ہیں:

"و کان سفیان اذا تحدیث عن عمرو بن مرة بما سمع، یقول: حدثنا، و اخبرنا، واذا دلس عنه یقول: قال عمرو بن مرة" ①

4۔ امام العباس بن محمد الدوری کہتے ہیں:

"نا ابو عاصم عن سفیان عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس فی المرأة ترتد قال: تستحیا ...... وقال أبوعاصم: نری أن سفیان الثوری إنما دلسه عن أبی حنیفة فکتبتهما جمیعًا"

ہمیں ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے عن سفیان عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس کی (سند سے) ایک حدیث مرتدہ کے بارے میں بیان کی کہ وہ زندہ رکھی جائے گی ......

امام ابو عاصم (الضحاک بن مخلد النبیل، متوفی: 212ھ) نے کہا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابو حنیفہ سے تدلیس کی ہے، لہٰذا میں نے دونوں

---

① (تاریخ ابی زرعة الدمشقی: ص: 221، رقم، 1193)

سندیں لکھ دی ہیں۔ ①

5۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 198ھ) کہتے ہیں:

ماکتبت عن سفیان شیئًا إلا قال حدثنی أو حدثنا الاحدیثین ...."

میں نے سفیان ثوری سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ ''حدثنی'' اور ''حدثنا'' کہتے ہیں، سوائے دو حدیثوں کے (اور ان کو یحییٰ بن سعید نے بیان کر دیا) ②

6۔ امام علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 234ھ) کہتے ہیں:

"والناس یحتاجون فی حدیث سفیان الٰی یحیٰی القطان لحال الأخبار یعنی علی أن سفیان کان یدلس و أن یحیی القطأن کان یوقفه علیٰ ماسمع ممالم یسمع۔"

لوگ سفیان کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ امام علی بن عبداللہ المدینی کا خیال ہے کہ سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے یحییٰ القطان ان کی معنعن اور مصرح بالسماع روایتیں ہی بیان کرتے تھے۔ ③

7۔ امیر المؤمنین فی الحدیث، امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 256ھ) کہتے ہیں:

"أعلم النّاس بالثوري یحیی بن سعید، لأنه عرف صحیح حدیثه من تدلیسه۔" ④

---

① (سنن دار قطنی: 201/3، ح، 3423، اسناده صحیح الی الدوری)

② کتاب العلل و معرفته الرجال: 242/1، ت 318، اسناده صحیح

③ الکفایة فی علم الروایة للخطیب: ص: 315، اسناده صحیح

④ الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 187/1، اسناده صحیح

8۔ امام ابی یوسف یعقوب بن سفیان الفسوی (متوفی: 277ھ) کہتے ہیں:

"الا أنهما و سفيان يدلسون، والتدليس من قديم"①

9۔ امام ھشیم بن بشیر الواسطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 183ھ) کہتے ہیں:

"ان كبيريك قد دلسا الأعمش و سفيان (الثوری)"②

10۔ امام أبو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 277ھ) کہتے ہیں:

"ولا أظن الثوری سمعه من قيس، أراه مدلساً"③

11۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 748ھ) کہتے ہیں:

"كان يدلس عن الضعفاء"

امام سفیان ثوری ضعیف راویوں سے تدلیس کر جاتے تھے۔④

12۔ امام صلاح الدین ابی سعید بن خلیل بن کیکلا ی العلائی (متوفی: 761ھ) کہتے ہیں۔

من يدلس عن أقوام مجهولين لايدری من هم كسفيان الثوری ......" الخ

مثلاً وہ لوگ جو ایسے مجہول لوگوں سے تدلیس کریں جن کا کوئی اتا پتا نہ ہو، جیسے سفیان ثوری (کی تدلیس)......⑤

13۔ امام ابن حجر العسقلانی (متوفی: 854ھ) کہتے ہیں:

"سفيان بن سعيد بن مسروق الثوری ابو عبدالله الكوفی ثقة حافظ فقيه عابد امام حجة من رؤس الطبقة السابعة و كان

---

① كتاب المعرفة و التاريخ: 12/3

② الكامل فی ضعفاء الرجال لا بن عدی: 452/8، اسناده صحيح

③ علل الحديث: 41/3، ح2255

④ ميزان الاعتدال: 169/2

⑤ جامع التحصيل فی احكام المراسيل: ص: 99

ربما دلس۔"①

14۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم (متوفی 405ھ)②

15۔ امام برھان الدین الحلبی (متوفی: 841ھ)③

16۔ احناف کے امام ابن الترکمانی حنفی (متوفی: 745ھ)

"الثوری مدلس وقد عنعن" ④

17۔ امام ابی محمود المقدسی (متوفی: 765ھ)⑤

18۔ امام السیوطی (متوفی: 911ھ)⑥

علاوہ ازیں امام ابن رجب، امام نووی، امام ابوزرعہ ابن العراقی، قسطلانی، عینی حنفی، کرمانی وغیرہم نے بھی امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو مدلس کہا ہے۔

مزید یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام سفیان ثوری کی تدلیس مضر نہیں، کیوں کہ امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے سفیان ثوری کی تدلیس کم تھی۔ ⑦

پہلی بات تو یہ کہ امام ترمذی کی طرف منسوب یہ کتاب "علل الکبیر" ثابت ہی نہیں، لہٰذا اس کتاب کا حوالہ دینا مردود و باطل ہے، نیز متاخرین محدثین میں امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن رجب، امام ابن عبدالبر وغیرہ نے بھی یہ قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر رکھا ہے، لیکن ان تمام متاخرین محدثین نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک سند بیان نہیں کی لہٰذا یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے مردود و باطل ہے، بلکہ اس کے برعکس ہم نے صحیح سند سے امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ امام

---

① تقریب التهذیب: ص: 128

② کتاب معرفته علوم الحدیث للحاکم: ص: 106

③ التبین لا سماء المدلسین: ص: 92

④ الجوهر النقی: 262/8

⑤ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص: 86

⑥ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص: 95

⑦ علل الکبیر: 966/2

سفیان ثوری مدلس تھے۔ (پیچھے صفحات پر آپ امام بخاری کا یہ قول پڑھ آئے ہیں)

دوسرا یہ کہ تدلیس کم ہو یا زیادہ "مدلس" کی "عن" والی روایت ضعیف ہی ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ومن عرفناه دلس مرة فقد أبان لنا عورته فی روایته و لیست تلك العورة بكذب فنرد بها حدیثه والا النصیحة فی الصدق فنقبل منه ما قبلنا من أهل النصیحة فی الصدق فقلنا: لا تقبل من مدلس حدیثًا حتی یقول فیه حدثنی أو سمعت"

جس شخص کے بارے میں ہمیں علم ہو جائے کہ اس نے صرف ایک ہی دفعہ تدلیس کی ہے تو اس کا باطن اس کی روایت پر ظاہر ہوگیا اور یہ اظہار جھوٹ نہیں ہے کہ ہم اس کی ہر حدیث رد کر دیں اور نہ خیر خواہی ہے کہ ہم اس کی ہر روایت قبول کر لیں، جس طرح سچے خیر خواہوں (غیر مدلسون) کی روایت ہم مانتے ہیں۔ تو ہم نے کہا کہ ہم مدلس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک وہ "حدثنی" یا سمعت نہ کہے۔ ①

بعض وہ لوگ جو امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی "عن" والی روایت کو صحیح سمجھتے ہیں تو ان کا درج ذیل روایت کے بارے میں کیا خیال ہے؟

حدثنا عبدالله بن الولید حدثنی سفیان عن عاصم بن كلیب عن أبیه عن وائل بن حجر قال: رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین كبر رفع یدیه حذاء أذنیه ثم حین ركع ثم حین قال: سمع الله لمن حمده رفع یدیه ورأیته ممسكاً بیمینه عن شماله فی الصلاة فلما جلس حلق بالوسطیٰ والا بهام وأشار بالسبابة و وضع یده

---

① الرسالة للشافعی: ص: 256، ت، 1033، 1034، 1035

الیمنٰی علی فخذہ الیمنٰی و وضع یدہ الیسرٰی علی فخذہ الیسرٰی

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر بلند کئے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا، جب رکوع کا ارادہ کیا تو پھر رفع الیدین کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک برابر بلند کیا، جب رکوع سے سر اٹھایا تو پھر رفع یدین کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک برابر بلند کیا، اور جب بیٹھے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیا، اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھ لیا، اور تیں کے عدد کا دائرہ بنا کر حلقہ بنا لیا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ ①

اصولِ حدیث و محدثین یہ روایت امام سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھنا، صحیح مسلم اور دوسری کتبِ احادیث سے ثابت ہے۔ والحمدللہ

اصل میں راقم الحروف نے اس روایت کو، ان لوگوں کے لئے نقل کیا ہے، جو رفع الیدین کے منکر ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس روایت کو پڑھنے کے بعد منکرین رفع الیدین اب اپنی نمازوں میں رفع الیدین کرنا شروع کر دیں گے۔ ان شاء اللہ

امام سلیمان الاعمش کے مدلس ہونے کے دلائل

شیخ الاسلام امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی: 148ھ) حافظ اور ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے ان کو درج ذیل محدثین نے مدلس قرار دیا ہے تفصیل حاضر خدمت ہے:

① مسند احمد بن حنبل، مترجم، جلد: 8/ ص: 253، 254، حدیث: 19076، ناشر مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور، دوسرا نسخہ مسند احمد: 318/4، اسنادہ ضعیف •

1۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی: 354ھ) کہتے ہیں:

”الثقات المدلسون الذین کانوا یدلسون فی الأخبار مثل قتادة ویحیی ابن أبی کثیر والأعمش وأبو اسحاق وابن جریج و ابن اسحاق والثوری و هشیم ......“

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے، مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابواسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ھشیم ...... ①

2۔ شیخ الاسلام امام شعبہ بن الحجاج رحمہٗ اللہ (متوفی: 160ھ) کہتے ہیں۔

”کفیتکم تدلیس ثلاثة: الأعمش وأبی اسحاق و قتادة۔“

میں تمھارے لیے تین (اشخاص) کی تدلیس کے لیے کافی ہوں۔ اعمش، ابواسحاق اور قتادہ۔ ②

3۔ امام ھشیم بن بشیر الواسطی رحمہ اللہ (متوفی: 183ھ) کہتے ہیں:

”ان کبیریك قد دلسا الأعمش و سفیان“ ③

4۔ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی: 277ھ) کہتے ہیں:

”أن الأعمش قلیل السماع من مجاهد و عامة ما یروی عن مجاهد مدلس۔“

اعمش کا مجاہد سے سماع بہت تھوڑا ہے اور ان کی مجاہد سے عام مرویات تدلیس شدہ ہیں۔ ④

---

① کتاب المجروحین لابن حبان: 91/1

② مسألة التسمیته لمحمد بن طاهر المقدسی ص: 47، اسناده صحیح بحواله الحدیث شماره نمبر 33، ص: 33

③ الکامل فی ضعفاء الرجال لا بن عدی: 452/8 اسناده صحیح

④ علل الحدیث: 524/2، ح 2119

5۔ امام علی بن عمر الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 385ھ) کہتے ہیں:

"الأعمش دلسه"①

6۔ امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 463ھ) کہتے ہیں:

"لأن الأعمش لایصح له سماع من أنس و كان مدلسا عن الضعفاء"②

7۔ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 311ھ) کہتے ہیں:

"أن الأعمش مدلس"③

8۔ امام ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 806ھ) کہتے ہیں:

"تدليس الاسناد .... كالأعمش"④

9۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 748ھ) کہتے ہیں:

"وهو يدلس و ربما دلس عن ضعيف ولا يدري به"⑤

10۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 854ھ) کہتے ہیں:

"لأنه لايلزم من كون رجاله ثقات أن يكون صحيحاً لأن الأعمش مدلس ولم يذكر سماعه من عطاء......"

کیونکہ کسی سند کے راویوں کا ثقہ ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں ہے، چونکہ اعمش مدلس ہے اور اس نے عطاء سے اپنا سماع (اس حدیث میں) ذکر نہیں کیا ہے۔⑥

11۔ امام یعقوب بن سفیان الفسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 277ھ)⑦

---

① العلل الواردة فی الاحادیث النبویة:10/95، مسئلہ: 1888، المکتبة الشاملة

② التمهيد لابن عبدالبر:10/228، المکتبة الشاملة

③ كتاب التوحيد لا بن خزيمة: ص: 38

④ الفية العراقی: ص: 13، المکتبة الشاملة

⑤ میزان الاعتدال:2/224

⑥ التلخيص الحبير: 3/19

⑦ كتاب المعرفة والتاريخ: 3/12

12۔ امام ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 280ھ) کا خیال ہے کہ اعمش ''تدلیس التسویہ'' بھی کرتے تھے یعنی ضعیف (وغیرہ) راویوں کو سند کے درمیان سے گرا دیتے تھے۔①

13۔ امام صلاح الدین ابی سعید بن خلیل بن کیکلای العلائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 761ھ)②

14۔ امام برھان الدین الحلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 841ھ)

''انه کان یدلس''③

15۔ امام ابو محمود المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 765ھ)④

16۔ امام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 911ھ)⑤

اس کے علاوہ امام احمد بن حنبل، امام ابن الصلاح، امام ابن کثیر، امام ابو زرعہ ابن العراقی، امام نووی اور امام ابن القطان الفاسی وغیرہم نے امام اعمش کو مدلس کہا ہے۔

بلکہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدلس ہونے کا خود اعتراف کیا ہے ملاحظہ کیجیے۔

امام خطیب بغدادی (متوفی: 463ھ) نے صحیح سند کے ساتھ (امام محمد بن عبداللہ) ابن عمار (الموصلی) سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو معاویہ نے اعمش کو ''ہشام عن سعید العلاف عن مجاہد'' ایک روایت سنائی۔ جس کو سننے کے بعد اعمش نے ''عن مجاہد'' روایت کر دیا اور بعد میں اعتراف کیا کہ میں نے اسے ابو معاویہ سے سنا ہے۔⑥

---

① تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: 952

② جامع التحصیل فی احکام المراسیل: ص: 102, 101

③ التبین الاسما المدلسین: ص 105

④ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص: 86

⑤ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص: 95

⑥ الکفایة فی علم الروية، للخطیب البغدادی: ص: 312 و اسناده صحیح

اسی لیے جرح وتعدیل کے امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:198ھ) کہتے ہیں:

”کتبت عن الأعمش أحادیث عن مجاهد کلها ملزقة لم یسمعها“

میں نے اعمش سے ”عن مجاهد“ احادیث لکھیں، یہ تمام روایات مجاہد کی طرف منسوب ہیں، اعمش نے انہیں نہیں سنا۔①

نیز امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”وقالوا: لایقبل تدلیس الأعمش، لأنه اذا وقف أحال علی غیر ملی یعنون علی غیر ثقة، اذا سالته عمن هذا؟ قال: عن موسی بن طریف و عبایة بن ربعی والحسن بن ذکوان“

اور انہوں (محدثین) نے کہا: اعمش کی تدلیس غیر مقبول ہے کیونکہ انہیں جب (معنعن روایت میں) پوچھا جاتا تو غیر ثقہ کا حوالہ دیتے تھے۔آپ پوچھتے یہ روایت کس سے ہے؟ تو کہتے موسیٰ بن طریف سے، عبایہ بن ربعی سے اور حسن بن ذکوان سے②

روایت نمبر 9

عبدالرزاق عن معمر عن ثابت البنانی قال: صلیت مع انس و بت عنده قال فرأیته یصلی مثنی مثنی، حتی إذا کان فی آخر صلاته أوتر بثلاث مثل المغرب

ترجمہ: ثابت بنانی کہتے ہیں، میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کے ہاں سویا تو میں نے دیکھا کہ (رات کو) وہ دو، دو رکعت نماز پڑھتے تھے،

---

① کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: 211/1 و اسناده صحیح

② جامع التحصیل فی احکام المراسیل: ص: 80, 81, 101 والتمهید: 30/1

یہاں تک کہ جب اپنی نماز ختم کرنے لگتے تو تین وتر، نماز مغرب کی طرح پڑھتے۔ ①

جواب۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں عبدالرزاق راوی مدلس ہے ② اور عن سے روایت کر رہا ہے لہٰذا یہ روایت معنعن ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

روایت نمبر 10

عبدالرزاق عن معمر عن قتادة عن الحسن قال: كان أبي بن كعب يوتر بثلاث لا يسلم إلا في الثالثة مثل المغرب۔

ترجمہ: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے نہ سلام پھیرتے مگر نمازِ مغرب کی تین رکعتوں کی طرح یعنی آخر میں سلام پھیرتے۔ ③

جواب۔ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس روایت کی سند میں عبدالرزاق اور قتادہ دونوں راوی مدلس ہیں ④ اور عن سے روایت کر رہے ہیں لہٰذا یہ روایت معنعن ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ 19ھ میں فوت ہوئے۔ ⑤

اور امام حسن بصری 22ھ میں پیدا ہوئے۔ ⑥

لہٰذا یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے بھی ضعیف ہے۔

ان دس طریق کے علاوہ بھی چند اور طریق ہیں وہ بھی ضعیف و باطل ہیں، طوالت کے خوف کی وجہ سے بندہ گناہ گار انہی دس طریق پر اکتفا کیا ہے۔ ان شاء اللہ اہل علم کے لیے اتنے دلائل ہی کافی وشافی ہیں۔

---

① مصنف عبدالرزاق: 395/2 ② الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص: 45۔
③ مصنف عبدالرزاق: 399/2 ④ الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص: 45, 58۔
⑤ تذكرة الحفاظ: 38/1 ⑥ تذكرة الحفاظ: 76/1۔

باب نمبر 2

تین وتر پڑھنے کا سنت طریقہ

ہمارے اکثر بھائی ایک تشہد اور ایک سلام سے تین وتر اکٹھے پڑھتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، جیسا کہ آپ پیچھے دس روایات پڑھ آئے ہیں۔ تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھنے کی تمام روایات مردود و باطل ہیں۔

راقم الحروف تین رکعات وتر پڑھنے کا سنت طریقہ کی وضاحت کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ اول تو وتر نفل یعنی سنت ہے فرض نہیں ہے اور تمام اہل علم جانتے ہیں کہ نفل دو، دو رکعت کرکے پڑھے جاتے ہیں۔ ایک سلام کے ساتھ نفلوں کی تین یا چار رکعتیں رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہیں۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

حدثنا وكيع عن شعبة عن يعلى بن عطاء عن على الازدى عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (صلاة الليل والنهار مثنى مثنى)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن کی (نفل) نماز دو، دو رکعت ہے۔[1]

2

① (مسند احمد 3/26-51، سنن ابوداؤد: باب التطوع (25)، سنن ترمذی (597)، سنن نسائی (35) سنن ابن ماجه (1319)، صحيح ابن حبان (636)، صحیح ابن خزیمه (1072)، ابن الجارود (278)

سند کی تحقیق

1- علی بن عبداللہ الازدی ابوعبداللہ بن ابی الولید البارقی۔ "صدوق ربما أخطأ"۔[①]

2- یعلی بن عطاء العامری الیثی الطائفی۔ "ثقة"[②]

3- شعبة بن الحجاج بن الوردا لعتکی مولاھم ابوبسطام واسطی ثم البصری۔ "ثقة حافظ کان الثوری یقول ھو أمیرالمومنین فی الحدیث وھو أول من فتشن بالعراق عن الرجال وذوب عن السنة وکان عابد"۔[③]

4- وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی ابوسفیان الکوفی۔ "ثقة حافظ عابد"[④]

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صلاۃ اللیل مثنی مثنی" یعنی رات کی (نفل) نماز دو، دو ہے (یعنی دو دو رکعت کی صورت میں پڑھی جائے)[⑤]

علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ "یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدة" یعنی آپ ﷺ گیارہ رکعات اس طرح پڑھتے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیر دیتے اور آخر میں ایک وتر پڑھتے تھے۔[⑥]

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے نفل نماز دو، دو رکعت کی صورت میں پڑھی جائے۔اس پر دلیل کے لیے چند احادیث پیش کی ہیں اور ان پر یہ باب باندھا ہے۔

ماجآء التطوع مثنٰی مثنٰی قال محمد و یذکر ذلك عن عمار و أبی زر و أنس و جابر بن زید و عکرمة والزھری و قال یحییٰ بن الانصاری ما ادرکت فقھآء

---

① تقریب التھذیب: ص:247 ② تقریب التھذیب ص: 387
③ تقریب التھذیب ص:145 ④ (تقریب التھذیب ص:369)
⑤ صحیح بخاری(990)، صحیح مسلم(749) ⑥ صحیح مسلم736

ارضنا إلا يسلمون فی کل اثنتین من النهار۔

نفل نمازیں دو، دو رکعت کر کے پڑھنا، امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ نے کہا اور ایسا ہی منقول ہے سیدنا عمار بن یاسر، اور سیدنا ابوذر، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم اور جابر بن زید، امام عکرمہ اور امام زہری سے اور امام یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا میں نے اپنے ملک (مدینہ منورہ) کے عالموں کو یہی دیکھا کہ وہ (نوافل میں) دن کو ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے۔ ①

امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس باب کے تحت جو احادیث پیش کی ہیں اس کی تفصیل ''صحیح بخاری'' میں دیکھیے امام بخاری رحمۃ اللہ نے ان احادیث سے رات اور دن کے نوافل دو، دو رکعت ہونے ثابت کیے ہیں۔

اب راقم الحروف تین رکعات وتر پڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے۔ اس کی طرف آتا ہے۔

پہلی دلیل

نافع ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کان یسلم بین الرکعة والرکعتین فی الوتر حتی یأ مربعض حاجته۔

ترجمہ: نافع رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے بعض امور کے سلسلہ میں حکم دیا کرتے۔ ②

دوسری دلیل

أخبرنا الحسن بن سفیان قال حدثنا أحمد بن إبراهیم الدورقی قال حدثنا عتاب بن زیاد قال حدثنا أبوحمزه عن

① صحیح بخاری: 518/1

۲ (صحیح بخاری جلد اول ابواب الوتر ص: 461، موطا محمد باب اسلام فی الوتر ح 257 ص:171، شرح معانی الاثار المعروف طحاوی شریف جلد اول باب الوتر ص: 569)

ابراهيم الصائغ عن نافع عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يفصل بين الشفع والوتر بتسليم يسمعناه.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وتر کی) جفت (دو) اور وتر (ایک) رکعت کو سلام کے ساتھ جدا (علیحدہ) کرتے تھے اور یہ سلام ہمیں سناتے تھے (یعنی اونچی آواز سے سلام کہتے تھے۔)[1]

سند کی تحقیق

1۔ نافع أبوعبدالله المدنى مولى ابن عمر۔ "ثقة" ثبت فقيه مشهور"[2]

2۔ ابراهيم بن ميمون الصائغ ابواسحاق المروزى۔ امام یحیٰ بن معین نے کہا: یہ ثقہ ہے پھر کہا: اس میں کوئی حرج نہیں اور امام ابو زرعہ رازی نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی جائے اور قابل حجت ہے۔ امام نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہے۔ پھر کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابن حبان نے اس کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 112/1) امام ابن حجر نے کہا: صدوق ہے۔[3]

3۔ محمد بن ميمون المروزى ابوحمزه السكرى۔ "ثقة فاضل"[4]

4۔ عتاب بن زياد الخراسانى ابو عمر و المروزى۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں اور امام ابو حاتم اور امام محمد بن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہے۔ امام ابن حبان نے اس کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔[5]

---

① صحيح ابن حبان: 70/5 ح:2426
② تقريب التهذيب: ص:355
③ تقريب التهذيب: ص: 24
④ تقريب التهذيب: ص: 321
⑤ تهذيب التهذيب 61/4

اور امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: صدوق ہے۔ ①

5- احمد بن ابراھیم بن کثیر بن زید الدروقی النکری البغدادی "ثقة حافظ" ②

6- حسن بن سفیان بن عامر شیبانی۔

امام ذہبی کہتے ہیں: آپ نساء کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور شیخ خراسان ہیں مسند کبیر اور اربعین کے مصنف ہیں۔ امام حاکم کہتے ہیں: اپنے زمانہ میں خراسان کے محدث تھے اور تحقیق کثرت حدیث، فہم، فقہ اور فنون ادب میں اپنے معاصرین سے بہت آگے تھے۔ امام ابن حبان نے کہا: حسن بن سفیان نے طلب علم کے لیے طویل سفر کیے، کتابیں تصنیف کیں اور نہایت ذہانت و فطانت کے ساتھ حدیث کی تعلیم دی، ان کی دیانت داری اور عمل بالسنہ پر سختی ضرب المثل تھی۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی رازی کہتے ہیں کہ امام حسن کی دنیا میں نظیر نہیں تھی۔ ③

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین رکعت وتر پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ دو پڑھ کر سلام پھر دیں اور پھر ایک علیحدہ رکعت پڑھے۔

ایک اور صحیح حدیث قابل ذکر ہے جس سے ہمارے بعض اہل علم بھائی تین وتر ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی دلیل لیتے ہیں۔

أخبرنا الحسن بن سفيان قال: حدثنا حرملة (عن ابن) وهب قال: حدثني سليمان بن بلال عن صالح بن كيسان عن عبدالله بن الفضل عن أبي سلمة بن عبدالرحمن و عبدالرحمن الاعرج عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال: لا توتر و إبثلاث أوتروا بخمس أو

---

① تقریب تهذیب: ص:231۔ ② تهذيب التهذيب ص: 11

③ تذكرة الحفاظ:490-489/1

بسبع، و لاتشبھو ابصلاۃ المغرب۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین رکعت وتر نہ پڑھو پانچ یا سات رکعات وتر پڑھو اور مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو۔ ①

اس حدیث سے کوئی یہ مت سمجھے کہ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ تین وتر نہ پڑھو پانچ یا سات رکعات وتر پڑھو لہٰذا تین وتر پڑھنے منع ہیں، بلکہ یہ اس وقت منع ہیں جب نمازِ مغرب کی طرح تین وتر اکٹھے ایک سلام اور ایک تشہد یا ایک سلام اور دو تشہد کے ساتھ پڑھے جائیں گے، جیسا کہ اس حدیث کے آخر میں ذکر ہے کہ مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو، لہٰذا ہم تین وتر اکٹھے ایک سلام سے پڑھیں گے تو نمازِ مغرب سے مشابہت ہوگی جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور جو ہمارے بعض اہل علم اس حدیث سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ جب تین وتر پڑھتے وقت دوسری رکعت میں تشہد نہیں بیٹھیں گے بلکہ تیسری رکعت میں تشہد بیٹھیں گے تو نمازِ مغرب سے مشابہت نہیں آئے گی، جب کہ صحیح نص سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر اس طرح پڑھتے کہ

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفصل بین الشفع والوتر بتسلیم یسمعناہ''

رسول اللہ ﷺ (وتر کی) جفت (دو) اور وتر (ایک) رکعت کو سلام کے ساتھ جدا (علیحدہ) کرتے تھے اور یہ سلام ہمیں سناتے تھے، (یعنی اونچی آواز سے سلام کہتے تھے۔) ②

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ دو پڑھ

---

① صحیح ابن حبان: 68/4 ح 2420، سنن الدارقطنی: 24/2، اسنادہ حسن۔

② صحیح ابن حبان: 70/4 ح 2426، اسنادہ صحیح۔

کر سلام پھیر دیں اور پھر ایک علیحدہ رکعت پڑھیں، لہٰذا اس صحیح حدیث کی نص سے ان بھائیوں کا قیاس باطل ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ اگر تین وتر اس طرح پڑھے جائیں کہ دوسری رکعت میں تشہد نہ بیٹھے، بلکہ آخری رکعت میں تشہد بیٹھے تو نماز مغرب سے مشابہت نہیں آئے گی۔ حالانکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس طرح تین وتر پڑھنے سے نماز مغرب سے مشابہت آئے گی جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے، لہٰذا جب ہمیں صحیح حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا تین وتر پڑھنے کا طریقہ مل گیا ہے تو ہمیں صحیح نص کے مقابلے میں قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور صحیح سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۞ ۞ ۞

باب نمبر 3

کیا وتروں کی تعداد صرف تین رکعت ہے؟

جیسا کہ احناف کے ہاں مشہور ہے اگر نہیں، تو یقیناً نہیں، وتر ایک رکعت بھی ہے اور تین، پانچ، سات، نو رکعت تک وتر ہیں۔ اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الوتر حق علی کل مسلم فمن أحب أن یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن أحب أن یوتر بواحدة فلیفعل۔"

''وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جس کی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے۔''①

اس حدیث سے ایک وتر اور تین وتر اور پانچ وتر پڑھنا ثابت ہوئے۔

"یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدة" یعنی آپ ﷺ گیارہ رکعات اس طرح پڑھتے تھے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیر دیتے اور آخر میں ایک وتر پڑھتے تھے۔②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تین وتر پڑھنے کا ثبوت آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں، علاوہ ازیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک وتر پڑھنا بھی ثابت ہے۔③

---

① سنن ابی دائود: 208/1 ح1422، وسنن النسائی: 249/1 ح 1711، اسنادہ صحیح۔

② صحیح بخاری ح(626)، صحیح مسلم ح (736)۔

③ الموطامالك كتاب صلوة الليل باب الامر بالوتر۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔ ①

عشرہ مبشرہ میں سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔ ②

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔ ③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وتر پڑھتے اور ان میں صرف آخری رکعت میں بیٹھتے تھے۔ ④

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعات (وتر) پڑھتے اور ان میں صرف آخری رکعت میں بیٹھتے تھے۔ ⑤

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رات کو وتر کی) نو رکعتیں ادا کیں، ان میں صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھے...... پھر نویں رکعت پڑھ کر سلام پھیرا۔ ⑥

قنوتِ وتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف رکوع سے پہلے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے وتر میں دعائے قنوت رکوع سے قبل ثابت ہے۔ وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل

حدثنا عبداللہ بن سلیمان الاشعث ثنا علی بن خشرم ثنا عیسیٰ بن یونس عن فطر عن زبید عن سعید بن عبدالرحمن بن أبزیٰ عن أبیه عن أبی بن کعب أن رسول اللہ صلی اللہ

---

① صحیح بخاری کتاب المناقب باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

② صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعا للصبیات بالبرکة ومسح روسهم۔

③ سنن الدارقطنی: 34/2 و سنده حسن۔

④ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین وقصرھا: باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی۔

⑤ سنن النسائی کتاب قیام اللیل باب کیف الوتر بسبع، اسناده صحیح۔

⑥ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین وقصرھا۔ باب جامع صلاة اللیل۔

علیه و آله وسلم کان یوتر فیقنت قبل الرکوع۔"

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تو رکوع سے پہلے قنوت کرتے۔ ①

سند کی تحقیق

1۔ عبدالرحمن بن ابزیٰ۔ صحابی صغیر۔ ②

2۔ سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ الخراعی مولاهم الکوفی۔ "ثقة" ③

3۔ زبید بن الحارث أبوعبد الله الکریم ابن عمرو بن کعب الیامی أبوعبدالرحمن الکوفی۔ "ثقة ثبت عابد۔ ④

4۔ فطر بن خلیفة القرشی المغزومی مولاهم ابوبکر العناط الکوفی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ اور صالح الحدیث ہے اور امام یحییٰ بن سعید، امام یحییٰ بن معین، امام عجلی، امام محمد بن سعد، امام ابوزرعہ رازی اور امام ساجی نے کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں پھر کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ امام ابو حاتم نے کہا: وہ صالح الحدیث تھا۔ امام ابن عدی نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں اور امام ابن حبان نے اس کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔ ⑤

5۔ عیسیٰ بن یونس بن أبی اسحاق السبعی۔ "ثقة مامون۔ ⑥

6۔ علی بن خشرم المروزی۔ "ثقة" ⑦

7۔ عبدالله بن سلیمان بن الاشعث۔

امام ذہبی نے کہا آپ سجستان کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور بہت بڑے عالم ہیں، بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ علوم وفنون میں کمال پیدا کیا اور

---

① سنن دارقطنی: 30/2، سنن ابن ماجه (1182)، سنن نسائی 235/3، و عمل الیوم واللیلة (734)، قیام اللیل (225)، سنن الکبریٰ للبیهقی: 41, 39/3

② تقریب التهذیب: ص: 198

③ تقریب التهذیب: ص: 123

④ تقریب التهذیب: ص: 106

⑤ تهذیب التهذیب: 508, 507/4

⑥ تقریب التهذیب: ص: 273

⑦ تقریب التهذیب: ص: 245

اپنے اقران و اماثل سے سبقت لے گئے۔ حافظ ابو محمد خلال کہتے ہیں۔ آپ اپنے والد سے زیادہ حدیث یاد رکھنے والے تھے، حافظ صالح بن احمد ہمدانی نے کہا کہ امام عبداللہ بن سلیمان اہل عراق کے امام تھے۔ ان کے زمانہ میں عراق میں ان سے اعلیٰ سند والے کئی مشائخ موجود تھے، لیکن حفظ و اتقان میں جس مقام پر یہ پہنچے تھے، وہ نہیں پہنچے تھے۔ امام خطیب نے کہا: آپ نامور فیقہ ممتاز عالم اور بلند پایہ حافظ حدیث تھے۔ امام سلمی کہتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی سے امام عبداللہ کے متعلق پوچھا تو کہا: وہ ثقہ ہے، لیکن حدیث میں کلام کرتے وقت بہت غلطیاں کرتے تھے۔ امام محمد بن عبیداللہ نے کہا: امام عبداللہ عابد اور زاہد تھے، جس دن وہ فوت ہوئے تین لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔ ①

دوسری دلیل

امام عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: قنوت بے شک تھا۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں) میں نے کہا: رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد تو انھوں نے فرمایا: رکوع سے پہلے ہے۔ پھر میں نے کہا: فلاں شخص آپ سے بیان کرتا ہے کہ رکوع کے بعد ہے۔ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ غلط کہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک ماہ قنوت فرمائی، یہ اس وقت ہوا جب مشرکین نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے ستر قراء کو شہید کر دیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک ماہ ان پر بددعا فرمائی۔ ②

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے۔ اس سے

---

① تذکرۃ الحفاظ: 529, 525/1

② صحیح بخاری جلد اول، کتاب الوتر، باب قنوت (وتر) رکوع سے پہلے اور (قنوت نازلہ) رکوع کے بعد کرنا

بھی یہی بات معلوم ہوئی کہ جو دعا ہنگامی حالات میں مسلمانوں کی خیر خواہی کفار و مشرکین اور دشمنان اسلام کے لیے بددعا کے طور پر کی جاتی ہے، وہ رکوع کے بعد ہے (ہاتھ اٹھا کر) جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے، اور جو دعا رکوع سے پہلے مانگی جاتی ہے، وہ قنوتِ وتر ہے اور قنوت وتر میں ہاتھوں کا اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ رکوع سے پہلے قرأت سے فارغ ہونے کے بعد اسی طرح بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنی چاہیے۔ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی اس حدیث سے وتروں میں قنوت رکوع سے پہلے ثابت کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ ①

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی وتر میں قنوت رکوع سے پہلے ہی ثابت ہے۔ امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ آثار صحابہ کے بعد کہتے ہیں: ھذا القول عندنا۔ ہمارا قول یہی ہے۔ (یعنی وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کرنا) ②

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کبھی رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے اور رکوع میں جانے سے پہلے قنوت فرماتے۔ ③

علامہ البانی مزید لکھتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پایہ ثبوت کے ساتھ جو صحیح بات منقول ہے۔ وہ یہ کہ وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہو۔ ④

وتر میں دعائے قنوت کے متعلق راقم الحروف بھی یہی کہتا ہے کہ رکوع سے پہلے ہونی چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ کا اس کے متعلق واضح عمل (حدیث سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) ہمارے لیے قطعی فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی عمل کے

---

① ارواء الغلیل 162/2, 168
② مصنف ابن ابی شیبة: 306/2
③ صفتہ الصلوۃ مترجم للألبانی: ص: 189
④ ارواء الغلیل: 162/2

قبول ہونے کے لیے شرط ہے کہ وہ عمل سنت کے مطابق ہو۔

بعض لوگ قنوتِ وتر رکوع کے بعد کرنے کے لیے بطور دلیل یہ روایت پیش کرتے ہیں:

أخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ ثنا أبوجعفر محمد بن صالح بن هانی و أبو منصور محمد بن القاسم العتکی قالا ثنا الفضل بن محمد بن المسيب الشعراني ثنا أبوبكر بن عبدالرحمن بن عبد الملك بن شيبة الخرامی ثنا ابن أبی فديك عن اسماعيل بن إبراهيم بن عقبة عن موسى بن عقبة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشه رضى الله عنها عن الحسن بن على رضى الله عنه قال: علمنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في وترى إذا رفعت راسى ولم يبق الا السجود...... الخ[1]

اس روایت سے رکوع کے بعد قنوت کرنا ثابت ہوتا ہے، لیکن اس روایت کی سند میں راوی الفضل بن محمد بن میتب الشعرانی کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے، وضاحت ملاحظہ فرمائیں: امام حاکم نے کہا: یہ ثقہ ہے، امام الحسین بن محمد القتبانی نے کہا: یہ کذاب ہے، اور امام ابن الاخرم نے کہا: "صدوق إلا أنه كان غاليًا في التشيع"[2]

امام ابو حاتم نے کہا: "تكلموا فيه"[3]

---

1. السنن الكبرىٰ للبيهقى: 38/3, 39 و مستدرك الحاكم: 172/3 لسان الميزان لابن حجر: 428/4، ت 1368۔
2. لسان الميزان لابن حجر: 428/4، ت 1368۔
3. الجرح والتعديل: 92/7، ت 11937۔

امام ذہبی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ①

امام ابن مندہ نے یہی روایت فضل بن محمد بن میبّب سے قنوتِ وتر رکوع سے پہلے نقل کی ہے وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا أبو عثمان عمرو بن عبدالله البصري قال، حدثنا الفضل بن محمد بن المسيب قال: حدثنا عبدالرحمن بن عبدالله بن شيبة المدني الخرامي حدثنا ابن أبي فديك عن اسماعيل بن ابراهيم بن عقبة عن موسى بن عقبة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة عن الحسن بن علي بن أبي طالب قال: علمني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان اقول اذافرغت من قراءتي في الوتر ...... الخ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے قنوت سکھائی کہ میں وتر ادا کرتے وقت جب قرأت سے فارغ ہو جاؤں تو اسے پڑھوں۔ ②

اس روایت سے قنوتِ وتر رکوع سے پہلے ثابت ہوتی ہے۔ بہر حال فضل بن محمد بن میبّب کی مذکور روایت میں تعارض ثابت ہوگیا، لہٰذا قنوتِ وتر بعد از رکوع والی روایت ضعیف ہے۔

تنبیہ۔ راقم الحروف کو اس (سے پہلی) روایت میں موجود "في وتري إذا رفعت رأسي ولم يبق الا السجود"

''جب میں (رکوع سے) سر اٹھاؤں اور سجدہ کرنا باقی ہو تو اسے قنوتِ وتر میں پڑھوں کے الفاظ غیر محفوظ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، چنانچہ اس روایت کے متعلق مولانا عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

① المغني في الضعفاء:195/2۔

② كتاب التوحيد لابن منده:191/2، ت 347

"عندی فی کون روایة الحاکم المذکور محفوظة تامل"

مجھے حاکم کی مذکورہ روایت کے یہ الفاظ محفوظ تسلیم کرنے میں تامل ہے۔ ①

اسی طرح محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق کہتے ہیں:

"فی ثبوت نظر"

یعنی مذکورہ روایت کے یہ الفاظ ثبوت کے لحاظ سے محل نظر ہیں۔ ②

بلکہ امام ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"فقد رأیت فی الجزء الثانی من فوائد أبی بکر أحمد بن الحسین بن مهران الأصبهانی تخریج الحاکم له قال ثنا محمد بن یونس المقری قال ثنا الفضل بن محمد البیهقی ثنا أبوبکر بن شیبة المدنی الجزامی ثنا ابن أبی فدیك عن إسماعیل بن إبراهیم بن عقبة بسنده و لفظه علمنی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن اقول فی الوتر قبل الرکوع فذکره۔

''میں نے حافظ ابوبکر احمد بن حسین الاصبہانی کی مستخرج للحاکم کا دوسرا جز خود دیکھا ہے، وہاں...... یہ روایت اس سند کے ساتھ موجود ہے، لیکن الفاظ اس روایت کے برعکس ہیں کہ میں دعائے قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھوں۔'' ③

اسی لیے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

قنوت وتر کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے کہ رکوع سے پہلے ہے......الخ ④

---

① مرعاة المفاتیح: 213/3 بحوالہ قیام رمضان: ص: 27

② ارواء الغلیل: 177/2، المکتبة الشاملة

③ التلخیص الحبیر لابن حجر: 249,248/1

④ فتح الباری لا بن حجر: 491/2)

نیز امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس (ضعیف) روایت کو "مستدرک الحاکم" کی روایت کے مطابق نقل کیا ہے، لیکن وتر میں قنوت کے تعیین میں اس ضعیف روایت پر اعتماد نہیں کیا، بلکہ قنوت نازلہ پر قیاس کا سہارا لیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد روينا في قنوت صلوة الصبح بعد الركوع ما يوجب الاعتماد عليه وقنوت الوتر قياس عليه

ہم نمازِ فجر میں قنوت کے متعلق قابل اعتماد روایت پہلے نقل کر آئے ہیں کہ دعائے قنوت رکوع کے بعد ہے اور قنوت وتر کو اسی نماز فجر کی قنوت پر قیاس کیا جائے گا۔ ①

(لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے مقابلے میں یہ قیاس باطل و مردود ہے)

الغرض اس ضعیف راوی فضل بن محمد بن میبّب کے یہ الفاظ "إذا رفعت رأسي ولم يبق إلا لسجود" غیر محفوظ ہیں۔

(اور اگر یہ الفاظ ثابت بھی ہوتے تو اس راوی کے خود ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔)

حالانکہ اسی راوی نے یہ الفاظ "وتر میں یہ دعا اس وقت پڑھوں جب قرأت سے فارغ ہو جاؤں۔" بھی نقل کیے ہیں، بالکل اس متن کی تائید میں صحیح حدیث موجود بھی ہے، لیکن ہم نے راوی فضل بن محمد بن میبّب کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اسے نقل نہیں کیا۔ علاوہ ازیں راقم الحروف کے استاد محترم شیخ الحدیث، محدث العصر، حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے بھی فضل بن محمد بن میبّب کی اس روایت "جب میں (رکوع سے) سر اٹھاؤں اور سجدہ کرنا باقی ہو تو اسے قنوتِ وتر میں پڑھوں۔" کو ضعیف کہا ہے۔ والحمد للہ

① السنن الکبریٰ البیهقی: 39/3

نیز اس روایت میں دعائے قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانے کا ذکر بھی نہیں ہے، اس کے لیے بھی ہمارے بھائیوں کو ایک بار پھر قیاس کا سہارا لینا پڑے گا، جب کہ ہمارے بھائیوں کو اس چیز کا بخوبی علم ہے کہ صحیح حدیث کی نص کے مقابلے میں قیاس باطل ومردود ہوتا ہے۔

منزل کو میرے شوق کا احساس جب ہوا
ہر ذرہ میری راہ کی دیوار بن گیا

اب رہا مسئلہ وتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا، تو رسول اللہ ﷺ سے وتروں میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے وتر میں دعا کے وقت ہاتھ نہ اٹھانے کے متعلق مستقل ابواب قائم کیے ہیں۔

تفصیل کے لیے دیکھئے (سنن نسائی جلد اول کتاب قیام اللیل باب ترك رفع اليدين في الدعاء في الوتر (یعنی وتر میں دعائے قنوت پڑھتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا) اور سنن ابن ماجہ، جلد اول، کتاب اقامة الصلوة والسنة باب من كان لايرفع يديه في القنوت

ویسے بھی جب سنت کے مطابق وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہے تو ہاتھ اٹھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے وتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانے کی جو روایت آتی ہے۔ وہ سخت ضعیف ہیں، وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

1- عن ليث عن عبدالرحمن بن الاسود عن أبيه عن عبدالله أنه كان يرفع يديه إذا قنت في الوتر۔ ①

اس روایت میں لیث بن ابی سلیم راوی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے،

① مصنف ابن ابی شیبة: 206/2، سنن الکبریٰ للبیهقی 41/3!

نیز لیث بن ابی سلیم متروک الحدیث، منکر الحدیث اور محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں ہے۔ اس راوی پر جرح اس مضمون کے شروع میں گزر چکی ہے، لہٰذا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

2- أخبرني ابن لهيعة عن موسى بن وردان أنه كان يرى أبا هريرة يرفع يديه في قنوته في شهر رمضان۔ ①

اول۔ اس روایت میں عبداللہ بن لھیعۃ راوی اختلاط کا شکار ہوگیا تھا۔ ②

دوم۔ ابن لھیعۃ مدلس ہے۔ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا۔ اورعن سے روایت کررہا ہے۔ لہٰذا یہ روایت ابن لھیعۃ کے اختلاط اور تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ③

جو اہل علم بعداز رکوع قنوت کے قائل ہیں اور جو وہ روایات پیش کرتے ہیں، وہ قنوت نازلہ کے متعلق ہیں، قنوتِ وتر کے بارے میں نہیں، یا پھر قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق جو روایات آتی ہے، اسے قنوت وتر پر قیاس کرتے ہیں، لیکن دین اسلام میں قیاس حجت نہیں، (وہ قیاس جو قرآن وسنت کے مخالف ہو) حجت تو اللہ تعالیٰ کا قرآن اور نبی ﷺ کا فرمان ہے اور آپ پڑھ آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا عمل قنوت وتر رکوع سے پہلے ہے، اور بغیر ہاتھ اٹھائے ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ وتروں میں دعائے قنوت رکوع کے بعد کرتے تھے، لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے وضاحت پیش خدمت ہے۔

پہلی سند

حدثنا شريك عن عطاء بن السائب عن أبيه أن علياً كان

---

① سنن الكبرىٰ للبيهقي: 41/3 ② نهاية الاغتباط: ص: 195

③ الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص:77, 78

يقنت في الوتر بعد الركوع۔ ①

اول۔ اس روایت میں شریک بن عبداللہ مدلس ہے (الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: ص 43, 44) اور عن سے روایت کر رہا ہے، لہٰذا یہ روایت معنعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔ اس روایت میں دوسرا راوی عطاء بن سائب ہے، جس کے حافظے میں اختلاط آ گیا تھا۔ شریک بن عبداللہ کا عطاء بن سائب سے سماع بعد از اختلاط ہے، کیونکہ محدثین نے وضاحت کی ہے کہ عطاء بن سائب سے امام شعبہ، امام سفیان ثوری، امام حماد بن سلمہ اور امام حماد بن زید نے سماع اختلاط سے قبل کیا ہے۔ ②

دوسری سند

حدثنا هشيم قال اخبرنا عطاء بن السائب عن أبي عبدالرحمن ان علياً كان يقنت في الوتر بعد الركوع۔ ③

اس روایت میں بھی عطاء بن سائب ہی ہے، جیسا کہ آپ پڑھ آئے ہیں کہ عطاء بن سائب اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اس روایت میں عطاء بن سائب سے ہشیم بن بشیر روایت کرتا ہے دیگر محدثین اور امام عجلی کہتے ہیں کہ ہشیم کا عطاء سے سماع اختلاط کے بعد ہے۔ ④

نیز اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جس راوی کے حافظے میں اختلاط آ جائے تو اختلاط سے قبل اس کی روایات صحیح ہوتی ہیں اور بعد از اختلاط روایت ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا یہ دونوں طریق ضعیف ہیں اور اگر یہ روایت صحیح بھی

① مصنف ابن ابی شیبة: 201/2، سنن الکبریٰ للبیہقی: 39/3
② الکواکب النیرات: 313, 331، نہایۃ الاغتباط: ص: 241, 242
③ مصنف ابن ابی شیبة: 201/2، سنن الکبریٰ للبیہقی: 39/3
④ الکواکب النیرات: ص: 330

ہوتی تو تب بھی قابل قبول نہیں تھی، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی موجودگی میں کسی بھی صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حج تمتع اور قران سے منع کرتے تھے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کو کسی کے قول سے نہیں چھوڑ سکتا۔ ①

اپنے ان بھائیوں سے مودبانہ گزارش ہے۔ جو وتر میں دعائے قنوت پڑھنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وتر میں دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے متعلق کوئی حدیث نہیں اس لیے یہ عمل بدعت ہے۔ ②

نیز علامہ البانی رحمہ اللہ نے علامہ العز بن عبدالسلام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ دعا کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنا جاہلوں کا کام ہے۔ ③

علاوہ ازیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے قنوت میں ہاتھ اٹھانے کی جو روایت آتی ہے اس کی تحقیق وتخریج ملاحظہ فرمائیں۔

1- وأخبرنا أبوعبدالله الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن اسحاق الصنانى ثنا عبدالوهاب بن عطاء عن سعيد عن قتادة عن أبى عثمان ...... ح وبهذا الاسناد عن قتادة عن الحسن و بكر بن عبدالله جميعا عن أبى رافع قال صليت خلف عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقنت بعد الركوع ورفع يديه وجهر بالدعاء

ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی اور اس میں ہاتھ اٹھائے اور دعا بلند آواز سے پڑھی۔ ④

یہ روایت ضعیف ہے وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

---

① صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسك۔ باب تمتع اور قران اور حج مفرد کا بیان: ص: 663
② قیام رمضان للألبانی ص: 27 ③ قیام رمضان مترجم للألبانی : 27
④ السنن الكبرىٰ للبيهقى: 212/2

اول۔ اس روایت کی سند میں سعید بن ابی عروبہ اور قتادۃ بن دعامہ السدوسی، دونوں راوی مشہور مدلس ہیں۔① اور عن سے روایت کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت معنعن ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم۔ اس روایت کے متن میں ''وتر'' کے الفاظ نہیں، چونکہ امام ابن ابی شیبۃ کی تبویب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق قنوتِ فجر سے ہے۔②

بلکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث (جو کہ ضعیف ہے) میں قنوت فجر کے الفاظ ثابت ہیں۔ علاوہ ازیں قتادۃ بن دعامہ کے مدلس ہونے کی تفصیل اسی کتاب کی پہلی حدیث میں دیکھیے۔

2۔ حدثنا مسدد ثنا یحیی بن سعید عن جعفر (بن میمون) حدثنی أبو عثمان قال كنا نجبئي و عمر يؤم الناس ثم يقنت بنا بعد الركوع يرفع يديه حتى تبدو كفاه و يخرج ضبعاه۔

ابوعثمان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم آتے تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہوتے تھے، وہ رکوع کے بعد ہمارے ساتھ قنوت پڑھتے تھے اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کی ہتھیلیاں ظاہر ہو جاتیں اور بازو ننگے ہو جاتے۔③

یہ روایت بھی ضعیف ہے وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

اول۔ اس روایت کے متن میں بھی ''وتر'' کے الفاظ نہیں ہیں جیسا کہ امام ابن ابی شیبۃ کی تبویب سے ظاہر ہوتا ہے۔ (ایضا)

دوم۔ اس روایت میں جعفر بن میمون راوی کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے وضاحت پیش خدمت ہے۔

---

① الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين: ص:39, 58)

② مصنف ابن ابی شیبة: كتاب صلاة التطوع والامامة، باب من كان يرفع يديه في قنوت الفجر، اسناده ضيف۔

③ (جزرفع اليدين للبخاری: ص99,100 و السنن الكبرىٰ للبيهقى 2/212، و مصنف ابن ابی شيبة 2/215)

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ یہ حدیث، سفیان عن رجل عن أبي عثمان "أنه رأى عمر رضی الله عنه رفع یدیه فی القنوت"

یہ رجل (آدمی) کون ہے تو امام احمد بن حنبل نے کہا: وہ جعفر بن میمون ہے اور وہ حدیث میں قوی نہیں ہے، نیز امام احمد بن حنبل نے کہا: "أخشـــى أن يـــكـــون ضعیف الحدیث" ①

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے اور کہا کہ امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں: جعفر بن میمون ثقہ نہیں ہے۔ ②

نیز امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں: "لیس هو بذاك" ③

امام نسائی نے کہا: یہ قوی نہیں ہے۔ ④

امام دارقطنی نے کہا: "یعتبر به" ⑤

امام یعقوب بن سفیان نے کہا: "و كنت اسمع أصحابنا يضعفونهم" ⑥

امام عقیلی نے اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے۔ ⑦

امام ابن عدی نے کہا: "وارجو أنـه لابـأس بـه ويـكـتـب حـديـثـه في الضعفاء" ⑧ (ایسا راوی امام ابن عدی کے نزدیک ضعیف ہوتا ہے)

امام ابن جوزی نے بھی اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے۔ ⑨

امام ذہبی نے اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے۔ ⑩

---

① العلل ومعرفة الرجال: 58/3, 103۔ ② الضعفاء والكذابين لابن شاهين: ص: 66۔

③ تاريخ يحيىٰ بن معين: 199/2۔ ④ الضعفاء و المتروكين للنسائی: ص: 287۔

⑤ موسوعة اقوال للدارقطنی: 177/1۔ ⑥ المعرفة والتاريخ: 149/3

⑦ الضعفاء الكبير للعقيلی: 189/1, 190۔ ⑧ الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 370/3۔

⑨ الضعفاء والمتروكين لابن جوزی: 173/1۔ ⑩ المغنی فی الضعفاء للذهبی: 213/1۔

باب نمبر 4

وتر کے واجب نہ ہونے کے دلائل

اس سے پہلے کہ ہم وتر کا سنت ہونا ثابت کریں اپنے مخالفین کے ان دلائل کا ردضروری ہے، جس سے وہ وتر کا واجب ہونا ثابت کرتے ہیں، ان روایات کی تحقیق وتخریج پیش خدمت ہے۔

روایت نمبر 1

عن ابی هريرة رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من لم يوتر فليس منا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔''①

جواب۔سند کی تحقیق: حدثنا وكيع قال حدثنا خليل بن مرة عن معاوية بن قرة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

اول۔ یہ سند منقطع ہے، کیونکہ معاویہ بن قرہ کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔②

دوم۔ سند میں خلیل بن مرہ راوی ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

---

① مصنف ابن ابی شیبہ: 197/2، مسند احمد: 443/2 حلیة الاولیاء: 26/10

② تهذيب التهذيب: 484/5۔

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: "فیه نظر" یعنی متروک و متہم ہے۔ ①

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ②

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: "منکر الحدیث عن المشاهیرو کثیر الروایة عن المجاهیل" اور امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ③

امام ابو حاتم نے کہا: یہ حدیث میں قوی نہیں ہے، شیخ صالح ہے اور امام ابو زرعہ نے کہا: شیخ صالح ہے۔ ④

امام المحدثین امام بخاری نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے، پھر کہا: اس کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور امام الساجی، امام عقیلی، امام بن الجارود، امام البرقی اور امام ابن السکن نے اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے، امام ابوالولید الطیالسی نے کہا: یہ گمراہ تھا اور گمراہ کرنے والا تھا اور امام ابوالحسن الکوفی نے کہا: یہ ضعیف الحدیث اور متروک تھا۔ ⑤

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ⑥

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے۔ ⑦

امام ابن جوزی نے اس کا ذکر "ضعفاء والمتروکین" میں کیا ہے۔ ⑧

روایت نمبر 2

عبدالرحمٰن بن رافع التنوخی سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ شام کے لوگ وتر میں سستی کرتے ہیں، تو آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی کہ شامی لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے؟

---

① التاریخ الکبیر للبخاری: 176/3۔
② کتاب الضعفاء والمتروکین: ص:289۔
③ کتاب المجروحین: 286/1۔
④ کتاب الجرح والتعدیل: 367/3۔
⑤ تهذیب التهذیب: 2/101-102۔
⑥ تقریب التهذیب: ص: 94۔
⑦ المغنی فی الضعفاء: 334/1۔
⑧ کتاب الضعفاء والمتروکین لا بن جوزی: 257/1۔

فقال معاوية: وواجب ذلك عليهم؟ قال: نعم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول زادني ربي عزوجل صلاة وهي الوتر وقتها مابين العشاء الى طلوع الفجر۔

تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا مسلمانوں پر وتر واجب ہیں؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مجھے رب نے ایک اور نماز دی ہے جو وتر ہے، عشاء اور طلوع فجر کے درمیان اس کا وقت ہے۔①

جواب۔ یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے اس روایت کی سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدثني أبي حدثنا هارون بن معروف، حدثنا ابن وهب، أخبرني يحي بن أيوب، عن عبيد الله بن زحر، عن عبدالرحمن بن رافع التنوخي أن معاذ بن جبل قدم الشام .... الخ۔

اول۔ یہ روایت منقطع ہے کیوں کہ عبدالرحمٰن بن رافع التنوخی کی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔②

نیز عبدالرحمٰن بن رافع راوی ضعیف ہے، وضاحت پیش خدمت ہے۔ امام المحدثین امام بخاری نے کہا: "في حديثه منا كير"③

امام ابو حاتم نے کہا: "وهو شيخ مغربي فهو حديث منكر"۔④

امام ذہبی نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے۔⑤

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: یہ ضعیف ہے۔⑥

دوم۔ اس سند میں دوسرا راوی عبید اللہ بن زحر ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے اور امام یحیٰ بن معین

---

① مسند احمد:242/5 ② نصب الرايه:113/2، و تهذيب التهذيب:357/3۔

③ التاريخ الكبير للبخارى:165/5۔ ④ كتاب الجرح و التعديل:287/5۔

⑤ الكاشف:145/2۔ ⑥ تحرير تهذيب التهذيب:317/2۔

نے کہا: وہ کچھ چیز نہیں ہے، امام ابو حاتم نے کہا کہ وہ لین الحدیث ہے اور امام علی بن المدینی نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے، امام ابوزرعہ رازی نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں سچا ہے۔ ①

امام یعقوب بن سفیان نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ②

امام دارقطنی نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ③

امام عثمان بن سعید الدارمی نے کہا کہ میں نے امام یحییٰ بن معین سے پوچھا کہ عبیداللہ بن زحر کی احادیث کیسی ہیں؟ تو امام یحییٰ بن معین نے کہا: میرے نزدیک اس کی تمام حدیث ضعیف ہیں۔ ④

امام ابن جوزی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ⑤

امام ابن حبان نے کہا: یہ سخت منکر الحدیث ہے اور ثقہ راویوں سے موضوع (جھوٹی) حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ⑥

امام عقیلی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ⑦

امام ابن شاہین نے بھی اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ⑧

امام ابن عدی نے کہا: "عبیداللہ بن زحر ذکرت من الحدیث ویقع فی أحادیثه ما لا یتابع علیه و أروی الناس عنه یحي بن ایوب من روایة ابن أبی مریم عنه" ⑨

امام ذہبی نے کہا: یہ قابل حجت نہیں ہے۔ ⑩

---

① کتاب الجرح والتعدیل: 379/5۔ ② کتاب المعرفة والتاریخ: 252/2۔

③ سوالات ابی عبدالرحمن اسلمی للدارقطنی: 212۔ ④ تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ص: 174۔

⑤ کتاب الضعفاء والمتروکین لا بن جوی: 162/2۔ ⑥ کتاب المجروحین: 162/2۔

⑦ الضعفاء الکبیر للعقیلی: 120/3۔ ⑧ الضعفاء و الکذابین لابن شاهین: ص: 151۔

⑨ الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 524/5-525۔ ⑩ دیوان الضعفاء و المتروکین للذهبی: ص 264۔

روایت نمبر 3۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔"قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ((الوتر واجب على كلى مسلم))①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ"ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔"

جواب۔ یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے کیوں اس روایت کی سند میں جابر بن یزید جعفی راوی کذاب، منکر الحدیث اور متروک ہے، نیز جابر جعفی مدلس بھی ہے اور جمہور محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔②

وضاحت پیش خدمت ہے۔ امام المحدثین امام بخاری نے کہا کہ امام یحییٰ بن سعید اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ ③

امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ کچھ بھی نہیں ہے، کذاب ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔④

امام نسائی نے کہا: یہ متروک ہے۔⑤

امام الجوز جانی نے کہا: یہ کذاب ہے۔⑥

امام ابن حبان نے اس کا ذکر ضعفاء میں کرنے کے بعد کہا: جابر جعفی، عبداللہ بن سبا کے اصحاب میں سے تھا اور اس کا عقیدہ تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دنیا میں واپس آئیں گے۔⑦

امام دارقطنی نے کہا: یہ متروک ہے۔⑧

امام محمد بن سعد نے کہا: یہ ضعیف ہے۔⑨

امام یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ضعیف ہے اور امام ابو حاتم نے کہا:"جابر الجعفی

---

① (كشف الأستار: ح: 733)

② الفتح المبين فى تحقيق طبقات المدلسين: ص: 75۔ ③ كتاب الضعفاء للبخارى: ص: 22۔

④ تاريخ يحيىٰ بن معين: 268,216,210/1۔ ⑤ الضعفاء والمتروكين: ص: 287۔

⑥ احوال الرجال للجوزجانى: ص: 50۔ ⑦ كتاب المجروحين: 208/1

⑧ سنن الدارقطنى: 398/1۔ ⑨ طبقات ابن سعد: 367/6۔

یکتب حدیثہ علی الاعتبار، ولا یحتج بہ" امام ابوزرعہ الرازی نے کہا: یہ کمزور ہے۔①

امام ایوب اور امام زائدہ نے کہا: جابر الجعفی کذاب ہے۔①

امام نسائی نے کہا: یہ ثقہ نہیں ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ امام حاکم ابواحمد نے کہا: یہ حدیث میں گیا گزرا ہے، امام ابوداوٗد نے کہا: یہ حدیث میں قوی نہیں ہے، امام زائدہ نے کہا: یہ رافضی تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتا تھا (نعوذ باللہ)۔ امام سعید بن جبیر نے کہا: یہ کذاب ہے، امام عجلی نے کہا: یہ ضعیف، مدلس اور غالی شیعہ تھا۔③

امام جریر سے روایت ہے میں جابر جعفی سے ملا اور میں نے اس سے حدیث نہیں لکھی وہ رجعت (رافضیوں کا اعتقاد) کا یقین رکھتا تھا۔ امام سفیان سے روایت ہے، پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کرتے تھے جب تک اس نے بداعتقادی نہیں ظاہر کی تھی، پھر جب اس نے اپنا اعتقاد کھولا تو لوگوں نے اسے حدیث میں متہم بالکذب کہا، اور بعض محدثین نے اسے چھوڑ دیا، لوگوں نے کہا: اس کی بداعتقادی کیا ہے؟ امام سفیان نے کہا: رجعت پر یقین کرنا، امام سفیان سے میں نے سنا ایک شخص نے جابر سے پوچھا اس آیت کو (سورۂ یوسف) جب یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا، بولا میں نہ جاؤں گا اس ملک سے جب تک اجازت دے مجھے میرا باپ یا یہ کہ میرا اللہ فیصلہ کرے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ جابر نے کہا: اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا، امام سفیان نے کہا: جابر جعفی جھوٹا تھا، امام عبداللہ بن زبیر الحمیدی نے کہا: ہم لوگوں نے امام سفیان سے پوچھا، جابر کی کیا غرض تھی امام سفیان نے کہا:

---

① کتاب الجرح والتعدیل:430/2 ② الکامل فی ضعفاء الرجال:327/2, 329۔
③ تہذیب التہذیب:353/1, 354۔

رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بادل میں ہے اور ہم ان کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے، یہاں تک کہ آسمان سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا: اس آیت کی تاویل یہ ہے اور جھوٹ کہا، اس لیے کہ یہ آیت یوسف کے بھائیوں کے قصہ میں ہے، امام سفیان نے کہا: میں نے جابر جعفی سے 30 ہزار حدیثوں کو سنا میں حلال نہیں جانتا ان میں سے ایک حدیث بیان کرنے کو گرچہ مجھے یہ اور یہ ملے (یعنی خواہ کتنی ہی دولت ملنے پر میں ان حدیثوں کو روایت نہ کروں گا، کیونکہ وہ سب جھوٹ ہیں) ①

امام عقیلی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے اور امام الشعبی نے کہا: ''جابر الجعفی واللہ لایموت حتی یاتیھم بالکذب فمامات حتی أتاھم بالکذب''، وقال ابراھیم بن زیاد: واللہ لا یموت حتی یکذب علی اللہ ورسولہ قال اسماعیل مامضت الأیام واللیالی حتی أتھم بالکذب۔'' اور ابوحنیفہ نے کہا: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔ ②

امام بیہقی نے کہا: جابر بن یزید الجعفی قابل حجت نہیں ہے یہ متروک اور ضعیف ہے۔ ③

امام ابن جوزی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ④

امام ابن حزم نے کہا: یہ کذاب ہے۔ ⑤

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ⑥

امام ذہبی نے کہا: جابر جعفی شیعہ کے بڑے علماء میں سے تھا، محدثین نے اسے

---

① صحیح مسلم: 41/1, 42, 43۔
② الضعفاء الکبیر للعقیلی: 192/1, 196۔
③ السنن الکبریٰ للبیھقی: 266/1, 80/3, 98/6۔
④ الضعفاء والمتروکین لا بن جوزی: 164/1۔
⑤ المحلیٰ لا بن حزم: 204/2۔
⑥ الضعفاء والکذابین لا بن شاھین: ص: 164۔

ترک کر دیا ہے۔ ①

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: ضعیف، رافضی تھا۔ ②

طاہر بن علی نے کہا: محدثین نے اسے ضعیف اور کذاب کہا ہے۔ ③

امام محمد بن عبداللہ الحاکم نے کہا: جابر جعفی محدثین کے نزدیک مجروح ہے۔ ④

روایت نمبر 4۔

قاله مكثنا زمانا لانزيد على الصلوات الخمس، فأمرنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ...... قال: إن الله قد زادكم صلاة فامرنا بالوتر۔

(مفہوم) رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہم ایک مدت تک پانچ نمازوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پھر آپ نے کہا: بے شک اللہ نے تمہیں ایک زائد نماز عطا کی ہے، پس ہم کو وتر پڑھنے کا حکم ہوا۔ ⑤

جواب۔ یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے اس کی سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا محمد بن مخلد، ثنا حمزة بن العباس، ثنا عبدان، ثنا أبوحمزة قال: سمعت محمد بن عبيدالله يحدث، عن عمرو بن شعيب عن ابيه، عن جده، قال .... الخ۔

اس روایت کی سند میں محمد بن عبید اللہ بن ابی سلیمان العرزمی الفزاری ابو عبدالرحمٰن الکوضی راوی متروک الحدیث، منکر الحدیث اور ناقابل حجت ہے۔ وضاحت پیش خدمت ہے۔ امام المحدثین امام بخاری نے کہا: محمد بن عبید اللہ العزرمی متروک الحدیث ہے اور امام عبداللہ بن مبارک اور امام یحییٰ بن سعید القطان نے اس

---

① الكاشف للذهبی: 122/1
② تقريب التهذيب: لا بن حجر: ص: 53۔
③ تذكرة الموضوعات: ص: 246۔
④ المدخل الى الصحيح: ص: 157۔
⑤ سنن الدارقطنی: 31/2، ح: 1642، و مسند احمد: 208/2

کوترک کردیا تھا۔①

امام عجلی نے کہا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔②

نسائی نے کہا: یہ متروک الحدیث ہے۔③

امام احمد بن حنبل نے کہا: محدثین نے اس کی احادیث کوترک کردیا ہے۔④

نیز کہا: میں اس کی حدیث میں سے کوئی چیز بھی روایت نہیں کرتا۔⑤

امام عمرو بن علی نے کہا: امام یحیٰی بن سعید القطان اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے اور امام یحیٰی بن معین نے کہا: اس کی حدیث نہ لکھی جائے، امام عمرو بن علی نے کہا: یہ متروک الحدیث ہے۔ امام ابوحاتم نے کہا: یہ سخت ضعیف الحدیث ہے اور امام ابوزرعہ رازی نے کہا: اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔⑥

امام دارقطنی نے کہا: یہ سخت ضعیف ہے۔⑦

اور امام عبداللہ بن مبارک، امام یحیٰی بن سعید القطان، امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کوترک کردیا تھا۔⑧

امام یحیٰی بن معین نے کہا: یہ ضعیف الحدیث ہے اور کہا: یہ کچھ نہیں ہے نیز امام ابن عدی نے کہا: ومحمد بن عبید الله غیر ماذکرت من الحدیث، وله نسخة یرویها عنه ابنه، ابن (اخیه) وعامة روایاته غیر محفوظ۔⑨

امام ابن حبان نے کہا: "وکان صدوقاً إلا ان کتبه ذهبت و کان ردی ء الحفظ فجعل یحدث من حفظه ویهم فکثر المناکیر فی روایة" اور امام ابن

① کتاب الضعفاء للبخاری: ص:30 ,100 ② تاریخ الثقات: ص: 409۔
③ الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص: 302۔ ④ العلل و معرفة الرجال:313/1 ,314۔
⑤ مسند احمد:208/2۔ ⑥ الجرح والتعدیل للرازی:4/8 ,5
⑦ کتاب العلل للدارقطنی:117/15۔ ⑧ سنن الدارقطنی:130/4۔
⑨ الکامل فی ضعفاء الرجال لا بن عدی:245/7 ,254۔

مبارک اور یحییٰ القطان اور ابن مہدی اور امام یحییٰ بن معین نے اس کو ترک کر دیا تھا۔[1]

امام جوزجانی نے کہا: یہ ساقط ہے۔[2]

امام عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔[3]

امام بیہقی نے کہا: یہ ضعیف، متروک الحدیث ہے۔[4]

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔[5]

امام ابوزرعہ رازی نے بھی اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔[6]

امام ابن حزم نے کہا: "هالك مطرح" [7]

امام ابن جوزی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے، پھر کہتے ہیں کہ محمد بن عبید اللہ کو امام ابن مبارک، امام یحییٰ القطان، امام ابن مہدی اور امام ابن معین نے ترک کر دیا تھا، نیز امام فلاس، امام نسائی اور امام علی بن الجنید اور الازدی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔[8]

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: یہ متروک ہے۔[9]

امام ذہبی نے کہا: محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔[10]

دوسری سند۔ حدثني أبي، حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا الحجاج بن أرطاة، عن عمرو بن شعيب، عن ابيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ...... الخ[11]

---

[1] كتاب المجروحين: 246/2۔
[2] احوال الرجال للجوزجانی: ص: 58۔
[3] الضعفاء الكبير للعقيلی: 105/4۔
[4] السنن الكبرى البيهقی: 343/1, 109/6۔
[5] الضعفاء والكذابين لابن شاهين: ص: 164۔
[6] كتاب الضعفاء لابی زرعه: 164/2۔
[7] المحلی لابن حزم: 125/9۔
[8] الضعفاء والمتروكين لابن جوزی: 83/3۔
[9] تحرير تهذيب التهذيب: 285/3۔
[10] ديوان الضعفاء والمتروكين: ص: 364۔
[11] مسند احمد: 208/2

اس سند میں حجاج بن ارطاۃ راوی کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ ①

اور یہ مدلس بھی ہے۔ ②

اور حجاج "عَــنْ" سے روایت کر رہا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت حجاج بن ارطاۃ کے ضعیف اور تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

روایت نمبر 5۔

حدثني أبي، حدثنا محمد بن سواء أبو الخطاب السدوسي قال سألت المثنى بن الصباح، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه عن جده: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: ((إن الله زادكم صلاة فحافظوا عليها وهي الوتر۔))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کے لحاظ سے زیادہ کیا ہے تم اس کی حفاظت کرو وہ وتر ہے۔'' (مسند احمد: 206/2، ح: 6933)

یہ روایت سخت ضعیف ہے وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

اول۔ اس سند میں مثنیٰ بن صباح راوی عمر کے آخری حصہ میں اختلاط کا شکار ہو گا تھا۔ ③

دوم۔ مثنیٰ بن صباح راوی سخت ضعیف، متروک الحدیث اور قابل حجت نہیں ہے۔

امام المحدثین امام بخاری اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال يحي القطان لم يتركه لأجل عمرو بن شعيب، ولكن كان اختلاط منه، ويروى عنه" ④

امام ابو حفص نے کہا: امام یحییٰ اور امام عبدالرحمٰن اس سے حدیث روایت نہیں

---

① تهذيب التهذيب لابن حجر: 441/1, 442

② الفتح المبين فى تحقيق طبقات المدلسين: ص: 69, 70۔

③ نهاية الاغتباط: ص: 301۔ ④ كتاب الضعفاء للبخارى: ص: 109۔

کرتے تھے، امام ابو حاتم اور امام ابو زرعہ نے کہا: یہ حدیث میں کمزور ہے مزید امام ابوحاتم نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ①

امام احمد بن حنبل نے کہا: مثنی بن الصباح لایسوي حدیثه شیئاً مضطرب الحدیث۔ ②

امام ابن شاہین نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ③

امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔ ④

امام نسائی نے کہا: یہ متروک الحدیث ہے۔ ⑤

امام دارقطنی نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ⑥

امام ابن حبان نے کہا: "وکان ممن اُختلط فی آخر عمره حتی کان لایدری مایحدث به فاختط حدثیه الأخیر الذی فیه الأوهام والمناکیر حدیثه العظیم الذی فیه إلا شیئا المستقیمة عن اقوام مشاهیر فبطل الاحتجاج به۔ " ⑦

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث میں ضعیف ہے، امام النسائی نے کہا: یہ ثقہ نہیں، امام ابن عمار نے کہا: یہ ضعیف ہے، امام الساجی نے کہا: "ضعیف الحدیث جداً حدث بمناکیر" اور امام ابواحمد الحاکم نے کہا: یہ قوی نہیں ضعیف ہے۔ ⑧

امام محمد بن سعد نے کہا: یہ ضعیف ہے۔ ⑨

امام بیہقی نے کہا: یہ قوی نہیں، ضعیف، نا قابل حجت ہے۔ ⑩

---

① الجرح والتعدیل للرازی: 373/8۔ ② العلل و معرفة الرجال: 298/2۔

③ الضعفاء والکذابین لابن شاهین: ص: 178۔ ④ سوالات ابن الجنید: ص: 44۔

⑤ الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص: 204۔ ⑥ السنن الدارقطنی: 73/3۔

⑦ کتاب المجروحین: 20/3۔ ⑧ تهذیب التهذیب لا بن حجر: 370, 369/5۔

⑨ طبقات ابن سعد: 447/5۔ ⑩ السنن الکبریٰ للبیهقی: 133/1, 36/8۔

امام الجوزجانی نے کہا: "لایقنع بحدثیه" ①

امام ابن عدی نے کہا: "والضعف علی حدیثه بین" ②

امام ابوزرعہ رازی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ③

امام ابن جوزی نے اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کرنے کے بعد کہا ہے، اس کو امام نسائی اور امام علی بن الجنید نے متروک الحدیث کہا ہے۔ ④

امام ابن حزم نے کہا: یہ سخت ضعیف ہے۔ ⑤

امام عقیلی نے بھی اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ⑥

امام ذہبی نے بھی اس کا ذکر ''ضعفاء'' میں کیا ہے۔ ⑦

امام ابن حجر عسقلانی نے کہا: "ضعیف اختلط باخرة و کان عابداً" ⑧

تنبیہ: اگرچہ روایت نمبر 2، 4 اور 5 مذکور سیاق وسباق کے ساتھ ضعیف ہیں، لیکن درج ذیل متن کے ساتھ بسند صحیح ثابت ہے۔

"حدثنا علی بن اسحاق، حدثنا عبدالله، یعنی ابن المبارك، أخبرنا سعید بن یزید، حدثنی ابن هبیرة، عن أبی تمیم الجیشانی، أن عمرو بن العاص خطب الناس یوم جمعة فقال: ان أبا بصرة حدثنی أن النبي صلی الله علیه وسلم قال: إن الله زادکم صلاة وهي الوتر فصلوها فیما بین صلاة العشاء إلی صلاة الفجر۔" ⑨

ان پانچ روایات کے علاوہ چند اور روایات بھی ہیں جو کہ ضعیف ومردود ہیں۔ طوالت کے ڈر کی وجہ سے انہی پانچ روایات پر اکتفا کیا ہے۔

---

① احوال الرجال للجوزجانی: ص: 146۔
② الکامل فی ضعفاء الرجال لا بن عدی: 174/8۔
③ کتاب الضعفاء لابی زرعه: 663/2۔
④ الضعفاء والمتروکین لا بن جوزی: 34/3۔
⑤ المحلیٰ لا بن حزم: 11/9۔
⑥ الضعفاء الکبیر للعقیلی: 249/4۔
⑦ دیوان الضعفاء والمتروکین للذهبی: ص: 336۔
⑧ تقریب تهذیب التهذیب: 346/3۔
⑨ مسند احمد: 7/6، حدیث نمبر 23913، اسناده صحیح

باب نمبر 5

نمازِ وتر سنت (نفل) ہے

① احدثنی أبي، حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن أبی اسحاق سمعت عاصم بن ضمرة یحدث عن علی رضی الله عنه قال: لیس الوتر بحتم کالصلاة، ولکن سنة، فلاتدعوه۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کی طرح وتر فرض و واجب نہیں ہے، لیکن یہ سنت ہے پس اسے نہ چھوڑو۔ ①

سند کی تحقیق

1- محمد بن جعفر الهذالي، البصری المعروف بغندر: "ثقة صحیح الکتاب إلا أن فیه غفلة" ②

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

2- شعبة بن الحجاج بن الورد العتکبی مولاهم، أبو بسطام الواسطی، ثم البصری: ثقة حافظ متقن، کان الثوری یقول: هو أمیر المؤمنین فی الحدیث، وهو أول من فتش بالعراق عن الرجال، وذب عن السنة، وکان عابداً ③

3- أبواسحاق، هو عمرو بن عبدالله بن عبید، أبو اسحاق السبیعي الکوفی:

---

① مسند احمد: 17/1، ح: 845، اسناده حسن۔ ② تحریر تقریب التهذیب: 222/3

③ (تحریر تهذیب التهذیب: 115, 114/2

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام عجلی، امام ابو حاتم وغیرہم نے اس کو "ثقہ" کہا ہے۔[1]

4۔ عاصم بن ضمرة السلوي، الكوفي: "صدوق"[2]

یہ سنن اربعہ کے راوی ہیں۔

② حدثني أبي، حدثنا حسين بن محمد، حدثنا محمد بن مطرف، عن زيد بن أسلم، عن عطاء بن يسار، عن أبي عبدالله الصنابحي قال: زعم أبو محمد: إن الوتر واجب؟ فقال عبادة بن الصامت: كذب أبو محمد، اشهد سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: خمس صلوات افترضهن الله على عباده، من أحسن وضوء هن وصلاهن لوقتهن فأتم ركوعهن وسجودهن و خشوعهن كان له عندالله عهد أن يغفرله، ومن لم يفعل له عندالله أن شاء غفرله وإن شاء عذبه۔

ابو عبداللہ صنابحی (عبدالرحمٰن بن عسیلہ المرادی) کہتے ہیں کہ ابو محمد کا گمان ہے کہ وتر واجب ہے تو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو محمد نے جھوٹ (غلط) کہا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں ہیں جو شخص اچھی طرح ان کے لیے وضو کرے گا اور وقت پر ہر ایک نماز پڑھے اور رکوع وسجود پورا کرے اور خشوع سے پڑھے گا تو اللہ کے ہاں اس کے لیے عہد ہے کہ اسے بخش دے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو اللہ پر کوئی عہد نہیں چاہے تو معاف کر دے یا عذاب کرے۔[1]

① تهذيب التهذيب: 357/4 ① تحرير تقريب التهذيب: 166/2

① مسند احمد: 317/5، ح: 22770، اسناده حسن۔

سند کی تحقیق

1- حسین بن محمد بن بھرام التمیمی ابو أحمد المروزي
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کا مشہور راوی ہے۔ ''ثقہ'' ①

2- محمد بن مطرف بن داؤد بن مطرف بن عبد اللہ بن ساریہ أبوغسان المدنی۔
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔ امام احمد بن حنبل، امام ابو حاتم، امام الجوزجانی، امام یعقوب بن شیبہ، امام یحییٰ بن معین، امام ابن حبان اور امام یزید بن ہارون وغیرہ ہم نے اس کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ ②

3- زید بن أسلم العدوي أبوأسامة المدنی الفقیہ مولی عمر:
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔ امام احمد بن حنبل، امام ابوزرعہ، امام ابو حاتم، امام محمد بن سعد اور امام یعقوب بن شیبۃ وغیرہم نے اس کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ ③

4- عطاء بن یسار الهلالي أبو محمد المدني:
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔ امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ، امام نسائی، امام ابن حبان اور امام محمد بن سعد وغیرہم نے اس کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ ④

5- أبوعبداللہ الصنابحي وھو عبدالرحمن بن عسیلة المرادي، أبوعبداللہ الصنابحي: ثقة من کبار التابعین، قدم المدینة بعد موت النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم بخمسة أیام۔ ⑤

---

① تحریر تقریب التھذیب: 292/1
② تھذیب التھذیب: 294/5
③ تھذیب التھذیب: 331/2
④ تقریب التھذیب: 139/4
⑤ تحریر تقریب التھذیب: 337/2

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

③ قال ابن عمر و كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يسبح على الراحلة قبل أي وجه توجه ويوتر عليها غير أنه لايصلي عليها المكتوبة.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز اونٹنی پر ادا فرما لیا کرتے تھے، خواہ اس کا رخ کس طرف ہی ہوتا اور وتر بھی سواری پر ہی پڑھ لیا کرتے تھے صرف فرض نماز سواری پر نہ پڑھتے تھے۔①

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ وتر سنت (نفل) ہے، فرض یا واجب نہیں۔ والحمدللہ۔

ایک لمبی حدیث کا پہلا ٹکڑا اور مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''انہیں پہلے اس چیز کی دعوت دے وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہوں، پھر اگر وہ اس کو مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔''②

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں کہتے ہیں اور اس میں دلیل ہے کہ وتر واجب نہیں، کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا جب کہ وتر کا حکم نازل ہو چکا تھا اور (اسلام میں) اس پر عمل بھی تھا۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے ''صحیح ابن خزیمہ'' میں وتر کے فرض یا سنت ہونے کے

---

① صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة هى السفر حيث توجهت، و صحيح بخارى كتاب تقصير الصلوة باب فرض نماز کے لیے سواری سے اترنا۔

② صحيح مسلم، كتاب الايمان باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام۔

متعلق لکھتے ہیں: باب، ان احادیث منصوصہ کا ذکر جو اس بات کی دلیل ہیں کہ وتر نماز فرض نہیں ہے ان کے خلاف جو عدد کو نہیں سمجھ سکے اور فرض وفضیلت کے درمیان فرق نہیں کر سکے، چنانچہ انہوں نے رائے قائم کرلی کہ وتر فرض ہیں، پس جب ان سے پوچھا گیا کہ فرض نمازیں کتنی ہیں؟ تو کہا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں، پھر ان سے وتر کے بارے میں کہا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ فرض ہے سو سائل نے کہا کہ آپ گنتی صحیح نہیں کر سکتے۔ ①

اس باب کے تحت امام ابن خزیمہ چند احادیث روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر دن رات میں صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں، سو یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ جو شخص بندوں پر نمازِ وتر فرض (یاواجب) قرار دیتا ہے وہ ان پر دن رات میں چھ نمازوں کو فرض قرار دیتا ہے اور یہ بات نبی ﷺ کی احادیث کے صریح خلاف ہے، کیونکہ یہ سب بخوبی جانتے ہیں کہ فرض نمازیں پانچ ہیں، چھ نہیں ہے۔ ②

❁ ❁ ❁

---

① صحیح ابن خزیمہ: 249/2، ح: 1066۔
② صحیح ابن خزیمہ: 252,251/2، ح 1068۔

باب نمبر 6

رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانا اور تین وتر ایک سلام سے پڑھنے کی روایات

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "ثلث رکعات لم یسلم الافی آخرھن" کہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہم تین رکعات وتر پڑھتے تو آخر میں سلام پھیرتے۔ ①

اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (حسب ضرورت روایات کا آخری حصہ نقل کیا ہے)

"وكانوا يلعنون الكفرة النصف: اللهم قاتل الكفرة الذين يصدون عن سبيلك و يكذبون رسلك ولايومنون بوعدك وخالف بين كلمتهم، والق في قلوبهم الرعب والق عليهم رجزك وعذابك اله الحق ثم يصلى على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ويدعو للمسلمين بما استطاعِ من خير ثم يستغفر للمؤمنين، قال وكان يقول اذا ضرغ من لعنة الكفرة وصلاته على النبي واستغفاره للمؤمنين والمؤمنات ومسالته: اللهم اياك نعبد ولك نصلي ونسجد و إليك نسخي ونعفد ونرجو رحمتك ربنا ونخاف عذابك الجد ان عذابك لمن عاديت

① شرح معانی الآثار: 1/598, 599، و مصنف ابن ابی شیبہ: 2/195، اسنادہ صحیح (یہ دونوں روایتیں الگ الگ ہیں میں نے اختصار کے طور پر دونوں اکٹھی نقل کر دی ہیں۔)

ملحق ثم یکبر ویھوی ساجدًا۔“

ترجمہ: اور نصف رمضان کے بعد کافروں پر بددعا کرتے تھے (قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے) اے اللہ ان کافروں کو مار دے جو تیرے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے وعدے پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کی بات میں پھوٹ ڈال دے، ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور اے معبود حق! ان پر اپنا عذاب مسلط فرما دے۔ پھر قاری نبی ﷺ پر درود پڑھتا اور مسلمانوں کی بھلائی کے لیے حسب استطاعت دعا کرتا اور مومنوں کے لیے دعا مغفرت کرتا۔ ”اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے لیے نماز ادا کرتے اور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور کوشش کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو کہ ثابت ہے۔ بلاشبہ تیرا عذاب تیرے مخالفین کو ملنے والا ہے۔ پھر قاری تکبیر کہتا اور سجدے کے لیے جھک جاتا۔ ①

ہمارے بعض بھائی اس روایت سے نمازِ وتر میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانے کی دلیل لیتے ہیں، لہٰذا پہلے ہم اس روایت کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں، پھر اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی ایک سلام سے تین وتر پڑھنے کی روایات کا جائزہ لیں گے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں آپ کا سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دینا اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

---

① صحیح ابن خزیمہ: 282/2، ح: 1100، اسنادہ حسن۔

اول۔ یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں اور بحیثیت مسلمان ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے دو اصول "اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" لہٰذا ایک طرف صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل ہو اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل حجت نہیں ہے، دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ نہ اٹھانا یہ بھی سنت کہلائے گا۔ اسے ہم سنت ترکیہ کہے گئے یعنی وہ کام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو تو اس کا ترک (یعنی اسے نہ کرنا) سنت ہے اب اس کے بارے میں محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجر اسود کا استلام (بوسہ دینا یا چھونا) اور رکن یمانی کا چھونا ثابت ہے، بعض علماء بیت اللہ کے چاروں ہی کونوں کو چھونے کے قائل ہیں اس بناء پر کہ بیت اللہ میں سے کوئی چیز مہجور (متروک) نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

"إنا لم ندع استلامهما هجراً للبيت، وكيف يهجره، وهو يطوف به، ولكنّا نتبع السنة فعلاً أوتركاً .... الخ۔" [1]

ہمارا دوسرے دو کونوں کو نہ چھونا اس لیے نہیں کہ ہم بیت اللہ کو چھوڑ رہے ہیں طواف کرنے والا اسے کیسے چھوڑ رہا ہے، کیونکہ وہ تو پورے بیت اللہ کا طواف کرتا ہے بلکہ ہم تو فعل اور ترک میں سنت کی اتباع کرتے ہیں۔'' یعنی ہمارا دوسرے دو کونوں کو نہ چھونا سنت ترکیہ کی بنا پر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوا نہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کو نقل کرنے کی دو قسمیں بیان کی ہیں اور فرماتے ہیں: "وكلاهما سنة" اور دونوں ہی سنت ہیں۔ اس کے بعد ان دونوں قسموں کی تفصیل اور مثالیں وضاحت سے بیان کی ہیں ان میں

---

① كتاب الام للشافعی: 258/2, 260۔ المكتبة الشاملة

سے صرف تین مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نماز کے شروع کرنے کے وقت نیت کے الفاظ کا زبان سے نہ کہنا، ہمیشگی اور پابندی کے ساتھ صبح اور عصر کی نماز کے بعد یا پانچوں نمازوں کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا نہ مانگنا اور مقتدیوں کا آمین آمین نہ کہنا، سورج گہن کی نماز کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل نہ کرنا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان وقتوں میں جو لوگ غسل مستحب کہتے ہیں انکا یہ قول غلط ہے اور ان موقعوں پر غسل کرنا خلاف سنت ہے، کیونکہ "فان ترکه۔ صلی الله علیه وآله وسلم سنة کما أنَ فعله سنة، فاذا استحببنا فعل ما ترکه کان نظیر استحبا بنا ترك مافعله، ولا فرق"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک سنت ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل سنت ہے، پس اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کام کو جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا کرنا مستحب سمجھیں تو یہ بعینہ اس طرح ہوگا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا اس کے نہ کرنے کو ہم مستحب سمجھیں، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔" اسے یاد رکھو یہ کام کی بات ہے، اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں کیا، اس پر آپ کے پاس کیا دلیل؟ عدم نقل سے کسی کام کا عدم وجود تو لازم نہیں آتا تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یہ اعتراض سنت وطریقہ نبوی کی ناشناسی پر مبنی ہے اور اگر آپ کو اسی پر اصرار ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی تراویح کی نماز کے لیے بھی اذان کو مستحب بتلائے تو آپ اسے کیا جواب دیں گے؟ وہ بھی آپ کو یہی کہہ سکتا ہے جو آپ نے ہم سے کہا کہ اس کے مستحب نہ ہونے کی کیا دلیل؟ اگر آپ کہیں کہ اس کا منقول نہ ہونا ہی اس کے عدم استحباب کی دلیل ہے تو وہ پلٹ کر آپ کو کہے گا کہ کرنے کی روایت کا نہ پایا جانا نہ کرنے کا اقتضا ضروری طور پر نہیں کرتا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے کہ ہر نماز کے لیے غسل

واجب ہے تم کہو کہ یہ منقول نہیں تو وہ کہے منقول نہ ہونے سے فی الواقع غسل کا بھی نہ ہونا لازم نہیں آتا......

کوئی کہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو، رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو ساری رات نماز میں گزارنا مستحب اور تمہارے انکار پر وہ تمہیں وہی کہے جو تم نے ہمیں کہا تھا تو آخر تمہارا جواب کیا ہوگا؟ الغرض! اگر تم نے یہ اصول جاری کیا تو بدعتوں کا دروازہ کھل جائے گا اور ہر بدعتی اپنی بدعت کے لیے اسی کو سند بنانے لگے گا۔ پس صحیح بات یہی ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کے کیے ہوئے کام کا کرنا سنت ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے چھوڑے ہوئے کام کا چھوڑنا بھی سنت ہے۔ ①

علامہ قسطلانی کہتے ہیں:

"وتركه۔ صلى الله عليه وآله وسلم ۔ سنة كما ان فعله سنة"

''اور آپ ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا بھی سنت ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا کسی کام کو کرنا سنت ہے۔'' ②

یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے ترک کی دو صورتیں ہیں:

1۔ ایسا ترک جس کا آپ ﷺ کے زمانہ میں سبب موجود تھا۔ مثال کے طور پر عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا ترک آپ کے زمانہ میں اس کا مقتضی موجود تھا، وہ یہ کہ لوگوں کو نماز عیدین کے لیے بلانا، مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کو ترک کیا، چنانچہ ان کا ترک سنت اور ان کا فعل بدعت کہلائے گا۔ اس کی دوسری مثال نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کی ہے اس کے دواعی بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود تھے، مگر ایسا نہیں کیا گیا، بلکہ محدثین نے فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنے

---

① اعلام الموقعین:270/2, 372۔ ② اصول فی البدع والسنن: ص: 72۔

کو بدعت کہا ہے (یہاں پر تفصیل سے لکھنے کا موقع نہیں اس پر الگ سے کتاب لکھنے کا ارادہ ہے ان شاء اللہ)

2۔ ایسا ترک جس کا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سبب موجود نہ تھا۔ مثال کے طور پر جمع مصحف والا مسئلہ ہے، آپ ﷺ کے زمانے میں اس کی ضرورت پیش نہ آئی، کیونکہ وافر مقدار میں قرآن مجید کے قراء حفاظ موجود تھے، مگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ یمامہ میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم کثیر تعداد میں شہید ہوئے تو جمع مصحف کی ضرورت پیش آئی۔

ایسے مسائل جن کا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سبب موجود نہ تھا، بلکہ بعد میں پیدا ہوا، علماء اصول کی اصطلاح میں انہیں ''مصالح مرسلہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شریعت کے عام اصول و دلائل کو سامنے رکھ کر ان پر حکم لگایا جاتا ہے تفصیل کے لیے دیکھئے۔ ①

سیدنا غضیف بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے میری طرف آدمی بھیجا کہ ہم نے لوگوں کو دو چیزوں پر جمع کر دیا ہے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا کہ جمعہ کے دن منبروں پر ہاتھ اٹھانا اور نمازِ فجر اور عصر کے بعد قصے بیان کرنا، میں نے کہا: یہ دونوں چیزیں میرے ہاں تمہاری بدعات میں سے سب سے اچھی بدعات ہیں، لیکن میں ان میں سے کسی کو بھی قبول کرنے والا نہیں ہوں......الخ۔ ②

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وإذا كان هذا جواب هذا الصحابي في أمرله أصل في السنة، فماظنك بما لا أصل له فيها، فكيف بما يشتمل على

---

① اقتضاء الصراط المستقيم لابن تيمية: ص:278, 281۔ المكتبة الشاملة

② مسند أحمد:105/4، اسناده ضعيف۔

مایخالفها۔"

"جب اس صحابی رضی اللہ عنہ کا اس کام کے بارے میں جس کی سنت میں اصل ہے جواب یہ ہے تو اس کام کے بارے میں کیا خیال ہے جس کی اس میں اصل ہی نہ ہو اور پھر اس کام کے بارے میں کیا خیال ہے جس میں اس کی۔ یعنی سنت کی۔ مخالفت پائی جائے۔ ①

دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں علامہ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وأما رفع اليدين في قنوت الوتر فلم اقف على حديث مرفوع فيه أيضا"

"رہا قنوتِ وتر میں ہاتھوں کا اٹھانا تو اس کے بارے میں بھی میں کسی مرفوع حدیث پر مطلع نہیں ہوا ہوں۔"②

یعنی مجھے کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی۔

جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا قول بھی ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حج تمتع اور قرآن سے منع کرتے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کسی کے قول سے نہیں چھوڑ سکتا۔ ③

دوم۔ اس روایت میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر تک نہیں، لیکن ہمارے بعض بھائی قنوتِ نازلہ سے استدلال کرتے ہوئے اس روایت میں ہاتھ اٹھانے پر دلیل لیتے ہیں جو کہ انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے، کیوں کہ عام طور پر رکوع

---

① فتح الباری: 254/13۔ المکتبۃ الشاملۃ۔ ② تحفۃ الاحوذی 567/2 المکتبۃ الشاملۃ۔

③ صحیح بخاری کتاب المناسك باب تمتع اور قران اور حج مفرد کا بیان: ص: 663۔

کے بعد ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں اور ہمارے بعض بھائیوں کے نزدیک رکوع کے بعد ہاتھ باندھے جاتے ہیں، لہٰذا چاہیے تو یہ تھا کہ رکوع کے بعد دعائے قنوت کے لیے کبھی ہاتھ چھوڑ لیے جاتے اور کبھی ہاتھ باندھ لیے جاتے اور کبھی ہاتھ اٹھا لیے جاتے، لیکن اس کے برعکس ہمارے بھائی صرف رکوع کے بعد دعائے قنوت کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں، صرف قنوتِ نازلہ پر استدلال کرتے ہوئے۔ کتنا ہی اچھا ہوتا اگر ہم قنوتِ نازلہ پر استدلال کرنے کی بجائے سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرتے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے اور قنوتِ نازلہ (صرف ایک ماہ) فرض نمازوں میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر پڑھی ہے۔ ①

ایسا کرنے سے نبی کریم ﷺ کی دونوں سنتوں پر عمل ہو جاتا، مگر شاید ہمارے بعض بھائیوں کو تو اپنے آباؤ اجداد، بعض سلف صالحین اور عام لوگوں کا دفاع کرنا تھا، حالانکہ ہم سب نے صرف اور صرف قرآن و حدیث کا دفاع کرنا جیسا کہ جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تھا: ایک دفعہ ایک شامی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کا مسئلہ پوچھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حلال ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ کے والد (سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) نے اس سے منع کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: تمھارا اس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جس کو میرے باپ نے منع کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اجازت فرمائی ہے؟ کیا میرے والد کی بات مانی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کی؟ شامی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی بات مانی جائے گی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حج) تمتع کیا ہے یعنی اجازت دی ہے۔ ②

علاوہ ازیں وَبَرہ رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ

---

① مسند أحمد: 137/3، اسنادہ صحیح۔ ② سنن ترمذی: 169/1، ح: 824، اسنادہ صحیح

بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں اگر حج کا احرام باندھ لوں تو بیت اللہ کا طواف کروں؟ انہوں نے فرمایا: تجھے طواف سے کس نے روکا ہے، اس نے کہا فلاں آدمی اسے ناپسند کرتا ہے...... الخ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ پس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل، فلاں کی تابعداری سے زیادہ بہتر ہے، اگر تو اپنی بات میں سچا ہے۔ ①

مفسر قرآن صحابی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا:

اضللت الناس، قال: وماذاك ياعرية؟ قال: تأمر بالعمرة فى هولاء العشر، وليست فيهن عمرة، فقال أولاتسأل امك عن ذلك؟ فقال عروة: فإن أبابكر و عمر لم يفعلا ذلك، فقال ابن عباس: هذا الذى اهلككم ـ والله ـ ما أرى إلا سيعذبكم، انى احدثكم عن النبى صلى الله عليه وسلم وتجيؤنى يأبى بكر و عمر، فقال: عروة: هما والله! كانا اعلم بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم واتبع لها منك۔

''آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے عروہ! کیا بات ہے؟ کہا، آپ ان دس دنوں (عشرہ ذی الحجہ) میں عمرہ کا حکم دیتے ہیں، حالانکہ ان میں عمرہ نہیں ہوتا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا آپ اپنی والدہ سے اس بارے میں سوال نہیں کر لیتے؟ عروہ نے کہا، سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کام نہیں کیا، سیدنا

① صحیح مسلم کتاب الحج باب طوافِ قدوم اور اس کے بعد سعی مستحب ھے۔ ح: 1233۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اللہ کی قسم اسی چیز نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے، میرے خیال میں اللہ تم پر عذاب نازل کرے گا۔ میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما (کی بات) کو میرے پاس لاتے ہو؟ عروہ نے کہا، اللہ کی قسم! وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ جاننے والے تھے اور اس کی پیروی آپ سے زیادہ کرنے والے تھے۔"①

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ اس قول کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قد كان أبوبكر و عمر على ما وصفهما به عروة للا انه لاينبغى أن يقلد أحد فى ترك ماثبتت به سنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح تھے جیسا کہ عروہ نے بیان کیا ہے، مگر کسی کے لیے جائز نہیں کہ کوئی اس چیز کو چھوڑنے میں ان کی بھی تقلید کرے، جو سنت رسول اللہ سے ثابت ہو جائے۔

بہرکیف شاید ہمارے بھائیوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے (یعنی نمازِ وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے) وہ ہم نے نہیں کرنا اور جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا (یعنی نمازِ وتر میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے) وہ ہم نے کرنا ہے۔ (نعوذ باللہ) اس کے باوجود بھی ہم اپنے آپ کو..........کیا خوب انصاف ہے؟

سوم۔ اس روایت میں وتر کے الفاظ نہیں ہیں عام نفلوں کا ذکر ہے، گو کہ وتر بھی نفل ہی ہے اور بعض اہل علم نے اس روایت پر وتر کا باب قائم کیا ہے، لہٰذا ہم بھی

① الفقيه المتفقة للخطيب البغدادى: 145/1 وسنده صحيح۔ المكتبة الشاملة۔

فرض کر لیتے ہیں کہ نمازِ وتر میں قنوت کی ہوگی، مگر ہمارے اہل علم بھائیوں کو اس چیز کا بخوبی علم اور اعتراف بھی ہے کہ اس روایت میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قنوت نازلہ پڑھی ہے نہ کہ عام دعائے قنوت جو کہ وتروں میں رکوع سے پہلے پڑھی جاتی ہے، لہٰذا ہمارے بھائیوں کا اس روایت سے نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت کرنے پر استدلال کرنا ہی باطل ہے، کیونکہ ہم وتروں والی دعائے قنوت پڑھتے ہیں اور یہ روایت تو قنوتِ نازلہ والی ہے۔ مگر ہمارے بعض بھائی کہتے ہیں کہ قنوت وتروں والی ہو یا قنوت نازلہ ہو کوئی فرق نہیں، کیوں کہ قنوت تو قنوت ہوتی ہے، میری اپنے ان بھائیوں سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں والی قنوت اور قنوت نازلہ میں فرق رکھا ہے اور اپنے عمل سے یہ ثابت بھی کیا ہے تو آپ کو اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی کیا ضرورت ہے؟ جب کہ عوام الناس وتروں میں دعائے قنوت پورا سال بلکہ پوری زندگی پڑھتے ہیں۔ (حالانکہ وتروں میں دعائے قنوت فرض نہیں) اور قنوت نازلہ تو صرف مصیبت کے وقت مشروع ہے (فرض نمازوں میں) عام حالت میں نہیں، یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے (لاعلمی کی وجہ سے) اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا یہ (قنوتِ نازلہ) بدعت ہے، پوری روایت ملاحظہ فرمائیں۔

ابو مالک اشجعی سعد بن طارق رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے عرض کیا ابا جان آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے اور یہاں کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پانچ سال نماز پڑھی ہے کیا وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا بیٹے یہ بدعت ہے۔①

① شرح معانی الآثار جلد اول، باب القنوت فی صلوٰۃ الفجر و غیرھا حدیث نمبر 1340، اسنادہ صحیح۔

دراصل ہر صحابی رضی اللہ عنہ کو ہر حدیث معلوم نہیں تھی (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) اور ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ فرض نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھائی ہے، یہ صحابی رضی اللہ عنہ اس ایک ماہ کے بعد آپ ﷺ کے پاس آئے ہوں گے، اسی طرح خلفاء راشدین کے پاس امن کے دور میں پانچ سال قیام کیا ہوگا، وگرنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے مصیبت یا جنگ کے وقت قنوتِ نازلہ پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ کا قنوتِ نازلہ اور قنوتِ وتر میں فرق کرنا ثابت ہے کیونکہ قنوتِ نازلہ صرف ایک ماہ پڑھی گئی جبکہ قنوتِ وتر پڑھنا روزانہ کا معمول ہے۔

چہارم۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جو قنوتِ نازلہ پڑھنے کا ذکر ہے وہ بھی نصف رمضان کے بعد ہے، لیکن ہمارے بھائی پورا رمضان ہی قنوت کرتے ہیں حالانکہ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ پوری روایت پر عمل کیا جاتا نہ کہ آدھی روایت پر، اہل حق کا یہ شیوہ نہیں ہوتا، بہر کیف ہمارے بھائیوں پر اب یہ فرض ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر اس روایت پر عمل کرنا ہے تو نصف رمضان کے بعد قنوت پڑھے اور وہ بھی قنوتِ نازلہ نہ کہ وتروں والی قنوت (صرف نصف رمضان میں قنوتِ نازلہ والی روایت کو پورا سال وتروں میں قنوت کرنے پر قیاس کرنا کیا یہی انصاف ہے؟)

ہمارے بعض بھائی اپنی جان پر ایک ظلم یہ بھی کرتے ہیں کہ جب امام وتروں میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کرتا ہے تو مقتدی پیچھے آمین، آمین کہتے ہیں، حالانکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ضعیف حدیث تو درکنار من گھڑت (جھوٹی) روایت سے بھی ثابت نہیں ہے اور جو ہمارے بعض بھائی فرض نمازوں میں قنوتِ نازلہ میں مقتدیوں کا پیچھے آمین کہنے والی روایت کو وتروں والی روایت پر قیاس یا استدلال کرتے ہیں تو

ہمارے وہ بھائی یہ بات بھول گئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وتر پڑھائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے پیچھے آمین کہنا ثابت نہیں، لہٰذا اس نص کے مقابلے میں یہ قیاس یا استدلال باطل و مردود ہے علاوہ ازیں جب ہم اپنے مخالف مسلک والوں سے کہتے ہیں، فلاں، فلاں معاملے میں نبی اکرم ﷺ کا واضح عمل دکھاؤں تو ہم اپنے آپ کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ حالانکہ ہم تو اطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جلیل القدر تابعی امام شعبی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔

.مالک بن مغول بیان کرتے ہیں امام شعبی رحمہ اللہ نے مجھے یہ کہا:

"ماحدثوك هولآء عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فخذبه وماقالوه برأيهم فالقه فى الحش"

''علماء رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے جو حدیث تمہارے سامنے بیان کریں تم اس پر عمل کرو اور جو چیز وہ اپنی رائے سے بیان کریں اسے کوڑے میں ڈال دو۔''①

یعنی معلوم ہوا حدیث رسول کے سامنے رائے، قیاس، استدلال، چونکہ، چنانچہ، اگر، مگر، یہ سب باطل و مردود ہیں۔ آیئے امام اوزاعی رحمہ اللہ کا قول ملاحظہ فرمائیں کہ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات، امام اوزاعی رحمہ اللہ نے مخلد بن حسین سے کہا:

"يا أبا محمد إذا بلغك عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حديث فلاتظنن غيره ولاتقولن غيره، فان محمدا انما كان مبلغاعن ربه۔"

''اے ابو محمد! جب تجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث پہنچ جائے تو

---

① سنن دارمی المقدمة باب فی کراهية اخذ الرأی ،حديث نمبر 206، اسناده صحيح۔

کسی دوسری بات کا نہ سوچ، نہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہہ، کیونکہ محمد ﷺ تو اپنے رب کی طرف سے وحی پہنچائے جاتے تھے۔''①

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہاں تک تو بحث تھی نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانے کے متعلق، اب ہم تین وتر ایک سلام سے پڑھنے والی روایات کا جائزہ لیتے ہیں۔

ہمارے بعض بھائی تین وتر ایک سلام سے پڑھنے کی دلیل سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی لیتے ہیں (یہ دونوں روایات آپ پچھلے صفحات پر پڑھ آئے ہیں) لیکن یہ دلیل محل نظر ہے کیوں کہ ان دونوں روایات میں یہ الفاظ تو ہے ہی نہیں کہ ''دوسری رکعت میں تشہد نہ بیٹھے'' جب کہ بریلوی حنفی اور دیوبندی حنفی بھی ان روایات سے دلیل لے سکتے ہیں کہ ''دوسری رکعت میں تشہد بیٹھو'' یعنی دونوں طرح احتمال موجود ہے کیونکہ دونوں روایات کے الفاظ یہ ہیں۔ ''ثلث ركعات لم يسلم إلافى آخرهن'' تین رکعت وتر پڑھتے تو آخر میں سلام پھیرتے۔ لہٰذا بریلوی حنفی اور دیوبندی حنفی کے طریقہ نمازِ وتر کے زیادہ قریب محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کیونکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے نمازِ فجر میں ''اللہ اکبر'' کہہ کر، (رفع یدین کرنا) پھر قنوت (نازلہ) پڑھنا ثابت ہے۔ (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) معلوم یہ ہوا کہ بریلوی اور دیوبندی حنفیوں نے نمازِ وتر کا طریقہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے لیا ہے۔ ہمارے بعض بھائی یہ بھی کہتے ہیں ہم وتروں کی دوسری رکعت میں اس لیے نہیں بیٹھتے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نمازِ مغرب کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ الخ

اگر ہم نمازِ وتر کی دوسری رکعت میں تشہد بیٹھے گئے تو نمازِ مغرب سے مشابہت

---

① الفقيه والمتفقه للخطيب: 149/1، وسنده حسن المكتبة الشاملہ۔

ہوگی، اس لیے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے ہم دوسری رکعت میں تشہد نہیں بیٹھتے۔ میری اپنے ان بھائیوں سے مؤدبانہ عرض ہے کہ آپ بھائیوں کو بہت بڑی غلطی لگی ہے کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس حکم کی وضاحت خود ہی اپنے عمل مبارک سے ثابت کر دی ہے کہ ''آپ ﷺ تین وتر پڑھتے تو دو اور ایک کے درمیان سلام پھیرتے'' یہ روایت آپ پچھلے صفحات پر پڑھ آئے ہیں ایک بار پھر پڑھ لیں یہاں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا ہمارے بھائیوں کا اس روایت سے استدلال باطل و مردود ہے، لیکن اگر ہمارے بھائیوں کا اس روایت پر عمل کرنے کے بغیر گزارہ نہیں ہے تو پھر فرض نمازوں میں اور نمازِ وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کریں اور ''اللہ اکبر'' کہہ کر رفع یدین کریں پھر دعائے قنوت پڑھے کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آ رہی ہے اگر فرض نمازوں میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانے والی روایات کا قنوتِ وتر پر قیاس یا استدلال ہوسکتا ہے تو یقیناً یہاں پر بھی قیاس یا استدلال ہوسکتا ہے۔ امید ہے ہمارے بھائی میری اس بات پر غور وفکر کریں گے۔

باب نمبر 7

حاصل کلام

تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے احباب کے پاس اس مسئلہ نمازِ وتر میں صحیح، صریح متصل مرفوع احادیث نہیں ہیں، یعنی نمازِ وتر میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانا اور تین وتر ایک سلام سے پڑھنا سنت نہیں ہے، صرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہم کے آثار ملتے ہیں اور اس میں بھی ان احباب کے مسئلہ نمازِ وتر کی تائید نہیں ہوتی، کیونکہ نہ ان آثار میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اور نہ ہی وتر کی دوسری رکعت میں ''نہ بیٹھنے'' کا ذکر ہے، مزید یہ کہ قنوت نازلہ پڑھی گئی ہے اور بھی نصف رمضان کے بعد، نیز نمازِ وتر میں امام کے پیچھے مقتدیوں کا آمین، آمین، کہنا تو ثابت ہی نہیں۔ بہر حال پھر بھی اگر ہمارے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر ان روایات پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ دوسرے معاملات میں بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو روایات صحیح سند سے ملتی ہیں ان پر بھی عمل کریں۔ یہ نہیں کہ اپنی مرضی کی روایات پر عمل کر لیا اور جو اپنی مرضی کے خلاف آئی وہ روایات چھوڑ دیں۔

بہرکیف میں اپنے ان بعض بھائیوں سے امید کرتا ہوں کہ جو میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات بیان کرنے لگا ہوں یا تو ان روایات پر عمل شروع کر دیں گے اور یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وتر پڑھنا شروع کر دیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں آپس کی ضد، انا پرستی اور بغض وحسد سے محفوظ فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ سے میری دعا

ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ رکھے تو اسلام پر اور موت دے تو شہادت کی۔ (آمین ثم آمین۔)

روایت نمبر 1۔

ایک مجلس کی تین طلاقیں

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: کان الطلاق علی عهدِ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلمِ و أبی بکر رضی الله عنه و سنتین من خلافة عمر رضی الله عنه طلاق الثلاث واحدة، وقال عمر بن الخطاب رضی الله عنه: إن الناس استعجلوا فی أمر کانت لهم فیه اناء ة فلوا امضیناه علیهم فالامصناه علیهم۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں دو سال تک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جس چیز میں لوگوں کو (سوچنے سمجھنے کے لیے) مہلت دی گئی تھی لوگوں نے اس بارے میں جلد بازی سے کام لینا شروع کر دیا ہے (جو خلافِ سنت ہے)، لہٰذا ہم بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو تین ہی نافذ کر دیں گے، چنانچہ (اس کے بعد) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ نافذ فرما دیا۔[1]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اپنے اس حکم سے رجوع (یعنی ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوگی) کرنا ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ اور جو روایت رجوع کی ہے وہ ضعیف ومردود ہے۔

اس روایت کے متعلق ہمارے بعض (اہل علم) بھائی کہتے ہیں کہ سیدنا عمر

---

[1] صحیح مسلم کتاب اطلاق، باب طلاق الثلاث۔

فاروق رضی اللہ عنہ کا بیک وقت تین طلاقوں کو تین ہی نافذ کر دینا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ کے اس حکم پر خاموش رہنا مزید یہ کہ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کا اس پر انکار نہ کرنا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات (کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاق شمار ہوتی ہیں) پر اجماع ہو گیا تھا اور یہ اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر امام مسلم (صحیح مسلم کے مصنف) کے دور تک، اور امام مسلم کے دور سے لے کر 500ھ تک ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کی دلیل تو آپ نے پڑھ لی اب امام مسلم کے دور کی دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیس کل شیء عندی صحیح وضعته ھاھنا انما وضعت ھاھنا ما اجمعوا علیه

ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے اسے میں یہاں نہیں لے آیا ہوں، بلکہ میں نے یہاں صرف وہی احادیث درج کی ہیں جن پر اجماع ہے۔ ①

امام مسلم کا یہ کہنا کہ میں نے صرف وہی احادیث درج کی ہیں جن پر اجماع ہے اور اس دور کے اہل علم (محدثین) کا ''صحیح مسلم'' کی اس حدیث پر انکار بھی ثابت نہیں، لہٰذا یہ بھی اجماع کی دلیل ہے مزید یہ کہ 500ھ تک بھی اہل علم (محدثین) کا اس حدیث پر انکار ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔ یعنی معلوم یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر 500ھ تک یہ اجماع ثابت ہے، لیکن راقم الحروف کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلے میں بڑے سے بڑا بزرگ یا صحابی ہی کیوں نہ ہو، اس کا عمل حجت نہیں ہے۔ آئیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی ام عاصم کے بیٹے جسے ثانی سیدنا عمر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کا فتویٰ پڑھ لیں:

---

① صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، باب التشهد فی الصلوۃ: ص: 31۔

امیر المومنین امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لوگوں کی طرف خط لکھا:

"انه لا رأى لاحد مع سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم"

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے مقابلہ میں کسی کی رائے کی کوئی وقعت و حیثیت نہیں۔''①

مزید یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كل شيء خالف أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم سقط ولايقوم معه رأى ولاقياس، فإن الله تعالىٰ قطع العذر بقول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فليس لأحد معه امر ولانهى غير ما أمرهوبه۔"

''ہر وہ چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کرتی ہے وہ ساقط ہے، اس (حدیث رسول) کے مقابلے میں کوئی رائے اور قیاس نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ اس عذر کو ختم کر دیا ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر و نہی کے ساتھ کسی کے لیے کوئی امر، کوئی نہی قبول نہیں۔''②

یہاں پر میں ایک اہم بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے بعض بھائی کہتے ہیں کہ نمازِ وتر میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانے پر اہل علم کا اجماع ہو گیا ہے، ہمارے بھائیوں کا یہ اجماع کا دعویٰ کرنا باطل و مردود ہے اس سے پہلے کہ ہم مزید وضاحت کریں، پہلے اجماع کی تعریف پڑھ لیں:

لغوی اعتبار سے تو اجماع اتفاق کو کہتے ہیں۔③

اور اصطلاحی اعتبار سے اجماع کی تعریف یہ کی جاتی ہے۔

---

① السنة للمروزى: ح، 94، التاريخ الكبير لابن ابى خيثمة: 9335، اسناده صحيح۔

② كتاب الام: الشافعى: 193/2، المكتبة الشاملة۔

③ القاموس المحيط: ص: 917۔

"هو اتفاق المجتهدين في عصر من العصور على حكم شرعي بعد وفاة النبي صلى الله عليه وآله وسلم بدليل۔"

''اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت اسلامیہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔ ①

اجماع کی سات شرائط میں سے چار قابل ذکر ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔ مطلوبہ مسئلے پر متفق ہونے والے افراد مجتہد ہوں ورنہ اجماع معتبر نہ ہوگا اور مجتہدین کے اتفاق سے مراد تمام مجتہدین کا اتفاق ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ صرف ایک شہر والے یا ایک بستی کے علماء ہی کسی مسئلے پر جمع ہوں، کیونکہ ایک کی مخالفت بھی اجماع کے منعقد ہونے میں رکاوٹ ہے۔ تمام مجتہد مسلمان ہوں اور اجماع کے لیے کسی شرعی دلیل کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جس پر سب متفق ہوئے ہوں محض اپنی خواہش پر کیا جانے والا اجماع معتبر نہیں ہوگا۔ ②

اجماع کی تعریف اور شرائط سے معلوم ہوا کہ مطلوبہ مسئلے میں تمام مجتہدین کا اتفاق ہونہ کہ.............

لہٰذا کسی ایک مجتہد کا بھی مطلوبہ مسئلے میں مخالف ہونا، معلوم ہوگیا تو وہ اجماع معتبر نہیں ہوگا یہاں تو نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانے پر سلف صالحین (محدثین) کا شدید اختلاف ہے، جیسا کہ سلف صالحین میں سے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ وغیرہم قنوتِ نازلہ پر قیاس کرتے ہوئے نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھانے کے قائل ہیں تو دوسری طرف امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابن ابی شیبہ اور امام ابوحاتم وغیرہم نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ نہ اٹھانے

---

① البحرا المحيط للزركشى: 435/4، بحواله فقه الحديث، 59/1۔

② فقه الحديث: 59/1۔

کے قائل ہیں بلکہ امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے اپنی اپنی ''سنن'' میں نمازِ وتر میں رکوع کے بعد ہاتھ نہ اٹھانے پر مستقل ابواب قائم کیے ہیں۔ علاوہ ازیں امام ابو حاتم رازی اور امام ابو زرعہ رازی کے درمیان قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھانے پر مکالمہ ہوا وہ پیش خدمت ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی 277ھ) فرماتے ہیں:

''قال لی أبوزرعة: ترفع یدیك فی القنوت؟ قلت: لا! فقلت له: فترفع أنت؟ قال: نعم: فقلت: ما حجتك؟ قال: حدیث ابن مسعود، قلت: رواه لیث بن أبی سلیم، قال: حدیث ابی هریره، قلت: رواه ابن لهیعة، قال: حدیث ابن عباس، قلت: رواه عوفه قال فما حجتك فی ترکه؟ قلت: حدیث أنس أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لایرفع یدیه فی شي من الدعاء الافی الاستقاء، فسکت۔''

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی 264ھ) نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ قنوت میں ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ (قنوت میں) ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں نے پوچھا: آپ کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: حدیث ابن مسعود، میں نے کہا: اسے لیث بن ابی سلیم نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: حدیث ابو ہریرہ، میں نے کہا: اسے ابن لہیعہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: حدیث ابن عباس، میں نے کہا: اسے عوف (الاعرابی) نے روایت کیا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا: آپ کے پاس (قنوت میں) ہاتھ نہ اٹھانے کی کیا دلیل ہے؟ میں نے کہا: حدیث انس کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے استسقاء کے تو وہ (امام ابوزرعہ رازی)

خاموش ہو گئے۔ ①

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے جو تین حدیثیں پیش کی ہیں، وہ تینوں ضعیف ہیں، پہلی حدیث سیدنا ابن مسعود اور دوسری حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما آپ پچھلے صفحات پر پڑھ آئے ہیں، یہاں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور تیسری حدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما والی یہ روایت قنوت فجر کے متعلق ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں:

پہلی میں سفیان ثوری مدلس ہے۔ ②

اور دوسری میں ہشیم بن بشیر مدلس ہے۔ ③

اصولِ حدیث کی رو سے معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے۔

بہر حال امام ابو زرعہ رازی کی خاموشی بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی قنوتِ وتر میں ہاتھ نہ اٹھانے کے قائل ہو گئے تھے، الغرض، ہمارے بعض بھائیوں کا قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے پر اجماع کا دعویٰ جعلی اور باطل و مردود ہے۔

روایت نمبر 2۔ نماز فجر میں قنوت کے لیے تکبیر کہہ کر رفع یدین کرنا

حدثنا أبوبكرة قال ثنا مؤمل (بن اسماعيل) قال ثنا سفيان ح وحدثنا فهد (بن سليمان) قال ثنا أبونعم (فضل بن دكين) قال ثنا اسرائيل (ابن يونس) كلاهما عن مخارق (بن خليفة بن جابر)، ح و حدثنا أبوبكرة قال ثنا وهب (بن جرير) قال ثنا شعبة (بن الحجاج) عن مخارق (بن خليفة بن جابر) عن طارق بن شهاب رضى الله عنه قال "صليت خلف عمر رضى الله عنه صلوٰة الصبح فلما فرغ من القرآءة فى

---

① تاريخ بغداد: 76/2 ت 455، اسناده حسن، المكتبة الشاملة۔

② الفتح المبين فى تحقيق طبقات المدلس: ص: 39, 40۔

③ الفتح المبين فى تحقيق طبقات المدلسين: ص: 66۔

الركعة الثانية كبر ثم قنت ثم كبر فركع۔"

''سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے صبح کی نماز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی، جب آپ دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر قنوت پڑھی اس کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ ①

راقم الحروف نے اپنے بھائیوں کی آسانی کے لیے تینوں سندیں نقل کر دی ہیں اور تینوں سندیں صحیح ہیں، لیکن صرف ایک سند کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

سند کی تحقیق

1۔ أبوبكرة هو بكار بن قتيبة بن اسد بن عبيدالله بن بشير بن صاحب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أبي بكرة نفيع بن الحارث الثقفى البكراوى البصرى القاضى الكبير الغلامة المحدث أبوبكرة الفقيه الحنفى قاضي القضاة بمصر۔ ②

2۔ وهب بن جرير بن حازم بن زيد بن عبدالله بن شجاع الازدي أبوالعباس البصرى الحافظ۔ "ثقة" ③

3۔ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكى مولاهم، أبو بسطام الواسطى، ثم البصرى: ثقة حافظ متقن، كان الثورى يقول: هو أميرالمؤمنين في الحديث، وهو أول من فتش بالعراق عن الرجال، وذب عن السنة، وكان عابداً۔ ④

4۔ مخارق بن خليفة بن جابر الأحمسى، أبوسعيد الكوفى۔

---

① شرح معانى الآثار للطحاوى: 510/1، ح 1382، و مصنف ابن ابى شيبه كتاب صلاة التطوع والامامة باب فى التكبير فى قنوت الفجر من فعله، اسناده صحيح۔

② السير، 599/12) المكتبه الشاملة۔ ③ تحرير تقريب التهذيب: 70, 69/4

④ تحرير تقريب التهذيب: 115, 114/2

امام احمد بن حنبل نے کہا: مخارق ثقة ثقة اور یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابوحاتم، امام ابن حبان اور امام عجلی وغیرہم نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ①

اس روایت سے معلوم ہوا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت نازلہ میں اللہ اکبر کہا (ساتھ رفع یدین کیا)، پھر قنوت پڑھی۔ ہمارے بعض بھائیوں کے اصول کے مطابق جب تکبیر ثابت ہوگئی تو رفع یدین بھی ثابت ہوگیا۔ ویسے بھی ایک مرفوع حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ ②

بریلوی حنفی اور دیوبندی حنفی بھی اس روایت سے قنوتِ وتر پر قیاس یا استدلال کر سکتے ہیں، جیسا کہ ہمارے بعض بھائیوں نے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کو قنوتِ نازلہ سے قیاس یا استدلال کیا ہے بہرحال احناف کا نمازِ وتر کا طریقہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوگیا۔

روایت نمبر 3۔ سجدوں میں رفع یدین

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا حماد بن سلمة عن یحییٰ بن أبی اسحاق قال رأیت سیدنا انس بن مالك رضی اللہ عنہ یرفع یدیه بین السجدتین۔

امام یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ ③

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد جو کہا ہے، اس سے اپنے اہل حدیث ہونے کا ثبوت دیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی کو ترجیح ہے، (جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے) پھر اس کے بعد امام بخاری نے امام سالم بن عبداللہ

---

① تقریب التهذیب: 389/5 ② مسند احمد:133/2, 134، اسناده صحیح۔

③ جز رفع الیدین للبخاری ص:105, 106، اسناده صحیح۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے، امام سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "سنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أحق أن تتبع"

رسول اللہ ﷺ کی سنت اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

سند کی تحقیق

1۔ موسى بن اسماعيل المنقرى مولاهم أبوسلمة التبوذكي البصرى:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ ثقہ مامون ہے، امام ابوولید طیالسی نے کہا: یہ ثقہ، صدوق ہے، نیز امام ابو حاتم، امام محمد بن سعد، امام ابن حبان اور امام عجلی وغیرہم نے اسے ثقہ کہا ہے۔①

2۔ حماد بن سلمة بن دينار البصرى أبوسلمه مولى لمتيم۔

امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ امام الساجی نے کہا کہ یہ حافظ ثقہ مامون ہیں اور امام ابن سعد نے کہا: یہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے، نیز امام عجلی، امام ابوالولید الباجی وغیرہم نے اسے ثقہ کہا ہے۔②

3۔ يحي بن أبي اسحاق الحفرصى مولاهم البصرى النحوى۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ امام یحییٰ بن معین، امام ابن سعد، امام نسائی، امام ابن حبان، وغیرہم نے اسے ثقہ کہا ہے۔③

روایت نمبر 4۔

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہنا

① حدثنا هشيم (بن بشير) قال أخبرنا خالد (بن مهران الحذاء) عن

---

① تهذيب التهذيب:556/5, 557 ② تهذيب التهذيب:11/2, 12

③ تهذيب التهذيب:115/6

عبدالله بن الحارث قال صلى بنا ابن عباس رضی الله عنهما یوم عید فکبر تسع تکبیرات خمسًا فی الاولٰی واربعاً فی الأخرة و والی بین القراء تین۔

''عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عید کی نماز پڑھائی تو انہوں نے نو (9) تکبیریں کہیں، پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہیں اور دونوں رکعتوں میں قرأت پے در پے کی۔''①

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بریلوی حنفی اور دیوبندی حنفیوں نے نمازِ عید میں چھ سے زائد تکبیرات کا طریقہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے لیا ہے، کیونکہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور رکوع والی تکبیر ڈال کر پانچ ہوئیں اور دوسری رکعت میں رکوع والی تکبیر ڈال کر چار تکبیریں ہوئیں اس طرح یہ کل نو (9) تکبیریں ہوئیں، بہرحال احناف کا نمازِ عید کا طریقہ بھی موقوفاً ثابت ہوگیا۔

سند کی تحقیق

1۔ هشيم بن بشير بن القاسم بن دينار السلمى، أبو معاوية بن أبي خازم الواسطى: ثقة ثبت كثير التدليس والإرسال الخفى۔②

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں، نیز یہ مدلس ہیں لیکن اس روایت میں انہوں سماع کی صراحت کر دی ہے۔ والحمد للہ۔

2۔ خالد بن مهران الحذاء أبوالمنازل البصرى۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ امام یحیٰی بن معین، امام نسائی، امام عجلی اور امام ابن حبان وغیرہم نے اسے ثقہ کہا ہے۔③

---

① مصنف ابن ابی شیبة، کتاب صلاة العیدین، باب فی التکبیر فی العیدین و اختلافهم فیه، اسناده صحیح۔

① تحریر تقریب التهذیب:4/42, 43 ① تهذیب التهذیب: 2/74

3۔ عبداللہ بن الحارث الأنصاری، البصری، ابوالولید: "ثقة"①
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

2۔ حدثنا یحي بن سعید عن أشعث عن محمد بن سیرین عن أنس انه کان یکبر في العید تسعًا فذکر مثل حدیث عبداللّٰه۔
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نمازِ عید میں نو (9) تکبیریں کہتے تھے۔②

سند کی تحقیق

1- یحیٰی بن سعید بن فروخ، أبو سعید القطان البصری: "ثقة متقن حافظ امام قدوة"③

2- أشعث بن عبدالملك الحمراني، بصري، أبوهانیء "ثقة فقیه"④

3- محمد بن سیرین الأنصاري، أبوبکر ابن أبي عمرة البصری: "ثقة ثبت عابد کبیر القدر"⑤

تنبیہ۔ ہمارے بھائیوں کو اس روایت پر کبھی کبھار تو عمل کر لینا چاہیے۔ نیز سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نمازِ عید میں صحیح سند سے 12 تکبیریں کہنا بھی ثابت ہے۔⑥

روایت نمبر 5۔ نمازِ عید کے لیے اذان دینا

حدثنا وکیع حدثنا عاصم بن سلیمان عن أبي قلابة قال:
"أول من أحدث الاذان في العدین ابن الزبیر رضی اللّٰه عنه۔"
امام ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سب سے پہلے عیدین میں اذان کی ابتدا

---

① تحریر تقریب التھذیب: 200/2
② مصنف ابن ابی شیبة: کتاب صلاۃ العیدین، باب فی التکبیر فی العیدین واختلافھم فیه، اسناده صحیح۔
③ تحریر تقریب التھذیب: ص: 86, 85/5 ④ تحریر تقریب التھذیب: 147/1
⑤ تحریر تقریب التھذیب: 255/3
⑥ سنن الکبریٰ للبیھقی: 289/3، اسناده صحیح۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کی۔"[1]

سند کی تحقیق

1- وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسي أبوسفیان الکوفي- "ثقة حافظ عابد"[2]

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

2- عاصم بن سلیمان الاحول أبو عبدالرحمن البصری:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام احمد بن حنبل، امام یحیٰی بن معین، امام علی بن مدینی، امام ابوزرعہ رازی، امام عجلی، امام ابن عمار، امام ابن حبان اور امام بزار نے اسے "ثقہ" کہا ہے۔[3]

اس روایت کو بیان کرنے والے امام ابوقلابہ رحمہ اللہ (ثقہ تابعی، متوفی، 106ھ) نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ تو پایا ہے، لیکن ملاقات محل نظر ہے بہر حال اس روایت کا متن صحیح ہے، کیونکہ اس کی تائید سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت سے ہو جاتی ہے۔ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (ثقہ تابعی، متوفی 114ھ) سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں۔

"انّ ابن عباس أرسل إلی ابن الزبیر أول مابویع له، أنه لم یکن یؤذن للصلاة یوم الفطر فلاتؤذن لها، قال: فلم یؤذن لها ابن الزبیر یومه۔"

"بلاشبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت ہوئی تو ان کی طرف آغاز بیعت میں پیغام بھیجا کہ عیدالفطر کے دن نماز عید کے لیے

---

① مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الاوائل، باب أول ما فعل و من فعله، اسناده صحیح۔

② تحریر تقریب التهذیب: 60/4 ③ تهذیب التهذیب: 32/2, 33

اذان نہ کہی جاتی تھی، لہٰذا تم اس کے لیے اذان نہ کہو، راوی بیان کرتے ہیں کہ اس پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس دن نماز عید کے لیے اذان نہ کہلوائی۔"①

روایت نمبر 6۔ نمازِ جمعہ کے لیے دو اذانیں دینا

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كان النداء يوم الجمعة أوله اذا جلس الإمام على المنبر على عهد النبى صلى الله عليه وآله وسلم وأبى بكر و عمر رضى الله عنهما فلما كان عثمان رضى الله عنه و كثر الناس زاد النداء الثالث على الزوراء۔"

"کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوا کرتی جب امام (خطبہ کے لیے) منبر پر بیٹھا کرتا تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب لوگ بہت ہو گئے (یعنی مدینہ منورہ کی آبادی میں اضافہ ہوگیا) انہوں نے زوراء پر تیسری اذان بڑھائی۔"②

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: زوراء مدینہ منورہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ہے۔

ہمارے بھائی اس روایت کو ایک بار پھر غور سے پڑھ لیں، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی آبادی میں اضافہ ہونے پر اس اذان کا اضافہ کیا وہ بھی مسجد میں نہیں، بلکہ مدینہ منورہ کے بازار میں زوراء کے مقام پر، لہٰذا ہمارے بعض بھائیوں کا مسجد میں اذان دینا، سنتِ عثمانی نہیں بلکہ ان کا اپنا ایجاد کردہ طریقہ ہے، جمعہ کے دن دوسری اذان دینے کے متعلق جلیل القدر سیدنا صحابی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ

---

① صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين۔

② صحيح بخارى، كتاب الجمعه، باب الأذان يوم الجمعة۔

پڑھ لیں:

حدثنا وكيع قال حدثنا هشام بن الغاز قال سألت نافعاً مولى ابن عمر "الأذان الأول يوم الجمعة بدعة فقاله قال ابن عمر رضى الله عنه بدعة۔" ①

سند کی تحقیق

1- وكيع بن الجراح بن مليح الرؤاسي ابوسفيان الكوفي: "ثقة حافظ عابد" ②

2- هشام بن الغازبن ربيعة الجرشي ابوعبدالله:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: یہ صالح الحدیث ہے اور امام یحییٰ بن معین، امام یعقوب بن سفیان، امام ابن حبان وغیرہم نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ③

3- نافع، ابو عبدالله المدني، مولى ابن عمر: "ثقة ثبت فقيه مشهور" ④
یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نمازِ جمعہ کے لیے پہلی اذان کے متعلق یہ فتویٰ ہے تو جو ہمارے بعض بھائی نمازِ جمعہ کے لیے پہلی اذان مسجد میں دیتے ہیں جو کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار سنتِ عثمانی بھی نہیں، اس کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کیا فتویٰ ہوگا؟ الغرض ہمارے بھائیوں کو معلوم ہے کہ فلاں نماز کا وقت فلاں ہے اور گھڑیاں بھی ہمارے پاس موجود ہیں، نیز لاؤڈ سپیکر پر ہمیں اذان کی آواز بآسانی سنائی دیتی ہے، کیا ہمارے پاس اب بھی کوئی عذر ہے؟

تنبیہ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فتوے کے متعلق، راقم الحروف کے نزدیک اگر

---

① مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الحمعة، باب الأذان یوم الجمعة، اسناده صحیح۔
② تحریر تقریب التهذیب: 60/4 ③ تهذیب التهذیب: 38/6, 39
④ تحریر تقریب التهذیب: 9/4

ہمیں اپنے ایمان کی سلامتی چاہیے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہم پر خاموش رہنا لازم ہے، نیز بعض ہمارے بھائی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے نمازِ جمعہ کے لیے ایک ہی اذان دیتے ہیں۔

آئین نو سے ڈرنا، طرزِ کُہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے، قوموں کی زندگی میں

روایت نمبر 7۔فرض نماز میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا

1- حدثنا محمد بن يحي، نامعلى بن اسد العمى، حدثنا وهيب (بن خالد) عن عبيد الله بن عمر عن القاسم، عن عائشة رضى الله عنها:

أنها كانت تسلم تسليمة واحدة قبالة وجهها: السلام عليكم۔

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چہرہ کے سامنے ایک سلام، السلام علیکم کہہ کر پھیرتی تھیں۔''①

سند کی تحقیق

1۔ محمد بن يحي بن عبدالله بن خالد بن فارس بن ذويب الذهلى:
صحیح بخاری اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔

امام ابوحاتم نے کہا: محمد بن یحییٰ امام زمانہ اور ثقہ ہے، امام نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ مامون ہے، امام ابن أبي داوٗد نے کہا: وہ حدیث میں امیر المؤمنین تھے۔ امام ابن خزیمہ نے کہا: "امام أهل عصره بلامدافعة"، نیز امام ابواحمد، امام احمد بن سیار، امام مسلمہ نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے۔②

2- معلى بن اسد العمي أبوالهثيم البصرى الحافظ۔

---

① صحيح ابن خزيمه: 654/1، ح، 730، اسناده صحيح۔

② تهذيب التهذيب: 329/5, 330)

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن، ترمذی، سنن اور نسائی سنن ابن ماجہ کے مشہور راوی ہیں۔ انھیں امام عجلی، امام ابوحاتم، امام ابن حبان، امام مسلمہ بن قاسم اور امام مسعود بن الحکم وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ①

3- وهيب بن خالد بن عجلان الباهلي مولاهم أبوبكر البصري۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام یونس بن حبیب، امام عجلی، امام ابوحاتم، امام ابن سعد، امام ابو داؤد وغیرہم نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ②

4- عبيدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوي العمري المدني، أبوعثمان أحمد الفقهاء السبعة۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام یحیٰی بن معین، امام نسائی، امام ابوزرعہ رازی، امام ابو حاتم رازی، امام ابن حبان، امام ابن سعد، امام احمد بن صالح، وغیرہم نے اسے ''ثقہ مامون'' کہا ہے۔ ③

5- قاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق، أبو محمد۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور انہوں نے پرورش اپنی پھوپھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زیر سایہ پائی۔ امام ابن سعد نے کہا: "وكان ثقة رفيعًا عالمًا فقيها امامًا ورعًا كثير الحديث" امام المحدثین امام بخاری نے کہا: "وكان أفضل أهل زمانه" امام عجلی نے کہا: یہ مدنی تابعی ثقہ ہے اور امام ابن حبان نے کہا: یہ ثقہ ہے۔ ④

---

① تهذيب التهذيب: 495/5
② تهذيب التهذيب: 109/6
③ تهذيب التهذيب: 28/4
④ تهذيب التهذيب: 529/4, 530

2- حدثنا بندار (محمد بن بشار) ثنا يحي (بن سعيد، القطان) عن عبيدالله (ابن عمر بن حفص) عن القاسم، (بن محمد بن أبي بكر) قال: رايت عائشة تسلم واحدة۔

''قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 106ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک سلام پھیرتے ہوئے دیکھا۔'' ①

سند کی تحقیق

1- محمد بن بشار بن عثمان بن داؤد بن کیسان العبدي، ابوبکر الحافظ البصری بندار۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام ابن سیار نے کہا کہ یہ ثقہ ہے اور ابن خزیمہ نے کہا: ہم سے امام اہل زمانہ محمد بن بشار بندار نے حدیث بیان کی، امام عجلی نے کہا: یہ ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ امام ابوحاتم نے کہا: یہ صدوق ہے، امام نسائی نے کہا: یہ نیک ہے اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں امام ابن حبان، امام مسلمہ بن قاسم وغیرہم نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے۔ ②

2- یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان التمیمي، أبوسعید البصری الأحول الحافظ۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید قطان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا، امام یحییٰ بن معین نے کہا: مجھے امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: تم اپنی آنکھوں سے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھو گے۔ امام علی بن مدینی نے کہا: میں نے ان سے بڑا رجال کا عالم نہیں دیکھا۔ امام محمد بن بشار بندار کہتے ہیں:

---

① صحیح ابن خزیمة: 655/1، ح732، اسناده صحیح۔

② تهذیب التهذیب: 48/5, 49

آپ اپنے اہل زمانہ کے امام ہیں امام احمد بن حنبل نے کہا: یحییٰ بن سعید تمام لوگوں سے زیادہ پختہ ہیں میں نے ان جیسے کسی پختہ آدمی سے حدیث نہیں لکھی۔ ①

امام ابن سعد نے کہا: "کان ثقة مامونًا رفیعًا حجة"

امام عجلی نے کہا: یہ حدیث میں ثقہ ہے امام ابوزرعہ رازی نے کہا: "کان من الثقات الحافظ" امام ابو حاتم نے کہا: یہ حجت، حافظ ہے اور امام ابن حبان، امام نسائی وغیرہم نے اسے "ثقہ" کہا ہے۔ ②

امام ترمذی، اماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مرفوع حدیث (جو کہ سخت ضعیف ہے) کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: بعض اہل علم نماز میں ایک طرف سلام پھیرنے کے قائل ہیں، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرف سلام پھیرنے کی احادیث زیادہ صحیح ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اکثر اہل علم اور تابعین اور بعد والوں کا اس پر عمل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے بعض کا یہ خیال ہے کہ فرض نمازوں میں صرف ایک طرف سلام ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر کوئی ایک طرف سلام پھیرنا چاہے تو ایک طرف پھیر لے اور اگر دونوں طرف کا ارادہ کرے تو دونوں طرف پھیر لے۔ ③

(لیکن راقم الحروف کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے سامنے کسی کا قول حجت نہیں ہے۔)

روایت نمبر 8۔ ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی کو کاٹنا

① ابن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال: "خالفوا المشرکین وفروا اللحی وحفوا الشوارب و کان ابن عمر رضی

① تذکرة الحفاظ: 233/1, 234 ② تهذیب التهذیب: 139/6, 140)

③ سنن ترمذی: کتاب الصلاة، باب ماجاء فی التسلیم فی الصلاة۔

الله عنه اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذہ“

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کا خلاف کرو، داڑھیاں چھوڑ دو اور مونچھیں خوب پست کرو، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے جتنی زیادہ ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔“①

② قال نا ابن نمیر عن عبدالملك (ابن أبي سلیمان) عن عطاء (ابن أبي رباح) عن ابن عباس رضی الله عنه قال: .... والا خذ من الشارب والأظفار واللحیة۔

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ ”مونچھوں، ناخنوں اور داڑھی میں سے کاٹنا۔“②

سند کی تحقیق

1۔ عبدالله بن نمیر الهمداني الخارفي أبوهشام الكوفي

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام یحییٰ بن معین نے کہا: یہ ثقہ ہے امام ابو حاتم نے کہا: ”کان مستقیم الأمر“ امام عجلی نے کہا: ”ثقة صالح الحدیث صاحب سنة“ امام ابن سعد نے کہا: ”کان ثقة کثیر الحدیث صدوق“③

2۔ عبدالملك بن أبي سلیمان أبو عبدالله العرزمي۔

یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل، امام ابن عمار موصلی، امام عجلی، امام یعقوب بن سفیان، امام نسائی، امام ابوزرعہ رازی، امام ابن سعد، امام ترمذی اور امام ابن

---

① صحیح بخاری، کتاب اللباس باب تقلیم الأظفار، ح ،5892۔

② مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الحج باب فی قوله تعالیٰ: لیقضوا تفثهم۔ اسناده صحیح

③ تهذیب التهذیب: 286/3

حبان، نے عبدالملک بن ابی سلیمان کو "ثقہ مامون" کہا ہے۔ ①

3- عطاء بن أبي رباح، مولاهم أبومحمد المكي۔

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، اہل مکہ کے مفتی اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام ذہبی نے کہا: محدثین کے پیشوا اور چوٹی کے عالم ہیں۔ ابوحنیفہ نے کہا: میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ ② نیز

"ثقة فقيه فاضل لكنه كثير لارسل" ③

3- وكيع (ابن الجراح) عن شعبة (ابن الحجاج) عن عمرو بن أيوب عن أبى زرعة عن أبي هريرة رضى الله عنه أنه كان يأخذ من لحيته ماجاوز القبضة۔"

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی کو کاٹ دیتے تھے۔" ①

علاوہ ازیں ثقہ تابعی محمد بن کعب اور قاسم بن محمد ابن ابی بکر (تابعی) نیز امام طاؤس بن کیسان اور امام احمد بن حنبل بھی داڑھی کٹوانے کے قائل تھے، لیکن راقم الحروف کے نزدیک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلے میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا امام وغیرہ کا قول حجت نہیں ہے۔

یہاں پر احناف کے علماء کے اقوال قابل ذکر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں،

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ "قول الصحابى حجة ميجب تقليده عندنا إذا لم ينفعه شئى أخرمن السنة"

یعنی ہمارے نزدیک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حجت ہے جب تک سنت سے کوئی چیز

---

① تهذيب التهذيب: 498/3 ② تذكرة الحفاظ: 96/1)

③ تحرير تقريب التهذيب: 13/3

④ مصنف ابن ابى شيبة، كتاب الأدب باب، ما قالوافي الأخذمن اللحية، اسناده حسن

اس کی نفی نہ کرے۔ ①

مولوی ظفر احمد تھانوی مقلد کہتا ہے کہ "قول الصحابی حجة عندنا إذا لم يخالفه مرفوع۔"

یعنی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہمارے نزدیک حجت ہے جب وہ مرفوع حدیث کے خلاف نہ ہو۔ ②

علاوہ ازیں ایک مولانا صاحب حنفی مقلد لکھتا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تو بہت دور کی چیز ہیں` اگر حدیث رسول کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کوئی بات محض اپنی رائے سے کہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان کی رائے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا...... الخ ممکن ہے آپ کے لیے امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے کافی ہو لیکن ہم دامن رسالت کو چھوڑ کر کہاں جائیں؟ اور جا بھی کہاں سکتے ہیں۔ ③

نیز تحریر کرتے ہیں کہ یاد رکھئے جب کوئی مسئلہ حدیث سے ثابت ہو اس کے معارض اور مخالف کتاب و سنت میں کوئی قطعی دلیل نہ ہو تو ایسی صورت میں اس حدیث پر عمل کرنا ہی صحیح دین ہے اور کوئی بات محض اپنی رائے سے بلا دلیل کہتا ہو تو صحیح اور صریح حدیث کے مقابلہ میں کتنا ہی فائق کیوں نہ ہو صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہیں بڑھ سکتا اور جب یہ اصول ہے کہ قول صحابی رضی اللہ عنہ بھی اگر حدیث رسول کے معارض ہو تو حدیث کے مقابلہ میں اس قول کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو سوچیے جس حدیث کے خلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات نہ سنی جاتی ہو تو ان کے خلاف بعد میں کسی بزرگ کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ ④

راقم الحروف نے طوالت کے خوف کی وجہ سے صرف ان آٹھ روایات پر اکتفا

---

① فتح القدير: 37/2۔ ② إعلاء السنن: 126/1

③ ذکر بالجهر ص: 125، بحواله حديث اور اهل تقليد 37/1۔

④ اتمام البرهان: 401/3، بحواله حديث اور اهل تقليد 37/1۔

کیا ہے، وگرنہ ان آٹھ روایات کے علاوہ چند روایات اور بھی ہیں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں وہ روایات بھی ذکر کر دی جائیں گی، مزید یہ کہ اس کتاب میں راقم الحروف نے جہاں بھی اختصار سے کام لیا ہے اس کی بھی تفصیل سے وضاحت کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

آخر میں میری طرف سے اپنے بعض بھائیوں (سنت پر عمل کرنے کو فتنہ کہنے والوں) کے لیے تحفہ کے طور پر ایک عظیم تابعی اور ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کے قول پیش خدمت ہیں۔

حدثنا أحمد بن ابراهيم الدورقي ثنا سعيد بن عامر عن حزم (بن أبي حزم مهران) قال: قال عمر ابن عبدالعزيز: لو كان بكل بدعة يميتها الله على يدي و كل سنة ينعشها الله على يدي بضعة من لحم حتى يأتي آخر ذلك على نفسي لكان في الله يسيرا۔

ثانی عمر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی، 101ھ) فرماتے ہیں: اگر ہر اس بدعت کے بدلے جسے اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے ختم کرے، اور ہر اس سنت کے بدلے جسے اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے بلند کرے، میرے بدن کے آخری ٹکڑے تک کو قربان کرنا پڑے تو بھی یہ اللہ تعالیٰ (کے دین کی خدمت) میں معمولی بات ہے۔[1]

سند کی تحقیق

1۔ احمد بن ابراهيم بن كثير بن زيد الدورقي النكري البغدادي: "ثقة حافظ"[2]

---

[1] السنة للمروزی: ح، 90، باب بدعت کا آنا گو یا سنت کا اٹھ جانا ھے، اسنادہ صحیح۔

[2] تحریر تقریب التهذیب: 55/1

یہ صحیح مسلم سنن ابوداؤد، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے راوی ہیں۔

2۔ سعید بن عامر الضبعی أبو محمد البصری:

یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

انہیں امام یحییٰ بن معین، امام ابن سعد، امام ابن حبان، امام عجلی اور امام ابن قانع نے ''ثقہ'' کہا ہے۔①

3۔ حزم بن ابي حزم مهران أبو عبدالله البصری:

یہ صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام ابوحاتم وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔②

اب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا اسحاق (بن ابراهيم بن مخلد بن ابراهيم بن مطر أبويعقوب المعروف بابن راهوية) أنباوكيع (بن الجراح) عن هشام بن الغاز أنه سمع نافعاً يقول: قال ابن عمر رضي الله عنه: كل بدعةٍ ضلالة وان رآها الناس حسناً۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہر بدعت گمراہی ہے، اگرچہ لوگ اس کو اچھا تصور کریں۔③

سند کی تحقیق

1۔ اسحاق بن ابراهيم بن مخلد أبو يعقوب ابن راهويه "ثقة حافظ

---

① تهذيب التهذيب:316/2

② تهذيب التهذيب: 468/1

③ السنة للمروزی، ح 82 باب بدعات اور غلو کے مطابق فتوی دینے کی کراہت کا بیان، اسناده صحيح۔

مجتهد قرين أحمد بن حنبل ......①

2۔ وكيع بن الجراح بن مليح الرؤاسي أبوسفيان الكوفي: "ثقة حافظ عابد"②

3۔ هشام بن الغاز بن ربيعة الجرشي أبو عبدالله۔

امام احمد بن حنبل نے کہا: یہ صالح الحدیث ہے اور امام یحییٰ بن معین، امام یعقوب بن سفیان، امام ابن حبان، وغیرہم نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے۔③

4۔ نافع، أبوعبدالله المدني مولى ابن عمر: "ثقة ثبت فقيه مشهور۔"④

❁ ❁ ❁

① تحرير تقريب التهذيب: 113/1
② تحرير تقريب التهذيب: 60/4
③ تهذيب التهذيب:38/6, 39
④ تحرير تقريب التهذيب: 9/4

المصادر والمراجع

1۔ صحیح بخاری، مترجم: امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، المتوفی: 256ھ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

2۔ صحیح مسلم، مترجم: امام مسلم بن الحجاج، المتوفی: 261ھ، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔

3۔ سنن ابوداؤد، مترجم: امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، المتوفی: 275ھ، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔

4۔ صحیح سنن ترمذی، مترجم: امام ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، المتوفی: 279ھ، جامعہ تعلیم القرآن والحدیث، سیالکوٹ۔

5۔ سنن نسائی، مترجم: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار النسائی، المتوفی: 303ھ، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔

6۔ سنن ابن ماجہ، مترجم: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، المتوفی: 273ھ، مہتاب کمپنی، تاجران کتب، لاہور۔

7۔ سنن الدارمی، مترجم: امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، المتوفی: 255ھ۔

8۔ موطا مالک، مترجم: امام ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث المدنی، المتوفی: 179ھ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

9۔ سنن دارقطنی: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی، المتوفی: 385ھ، نشر السنۃ، ملتان۔

10۔ السنن الکبریٰ: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، المتوفی: 458ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان۔

11۔ مسند احمد: امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل، شیبانی مروزی بغدادی، المتوفی: 241ھ، نشر السنۃ، ملتان۔

12۔ صحیح ابن خزیمۃ، مترجم: امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ، المتوفی: 311ھ، اشاعۃ الکتاب والسنۃ، کراچی۔

13۔ صحیح ابن حبان: امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی، المتوفی: 354ھ، المکتبۃ الاثیریۃ، سانگلہ ہل۔

14۔ صحیح ابن الجارود: امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود النیسابوری، المتوفی: 307ھ، دارالقلم، بیروت۔

15۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ، المتوفی: 235ھ، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

16۔ مستدرک الحاکم: امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد النیسابوری، المتوفی: 405ھ، دارالفکر، بیروت۔

17۔ جزء رفع الیدین، مترجم: امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، المتوفی: 256ھ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

18۔ مختصر قیام اللیل: امام ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی، المتوفی: 296ھ، المکتبۃ الاثیریۃ، سانگلہ ہل۔

19۔ المحلیٰ لابن حزم، مترجم: امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب، المتوفی: 456ھ، دارالدعوۃ السلفیۃ، لاہور۔

20۔ مؤطا محمد، مترجم، ابوعبداللہ محمد بن حسن الشیبانی، المتوفی: 189ھ، پروگریسو بکس، لاہور۔

21۔ شرح معانی الآثار، مترجم: ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ، المتوفی: 321ھ، حامد اینڈ کمپنی لاہور۔

22۔ عمل الیوم واللیلۃ: امام ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری، المتوفی: 364ھ،

دارالکتاب الغربی، بیروت۔

23۔ السنۃ، مترجم: امام ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی، المتوفی: 296ھ، انصار السنۃ پبلی کیشنز، لاہور۔

24۔ التاریخ الکبیر: امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، المتوفی: 256ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

25۔ التاریخ الصغیر: امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، المتوفی، 256ھ، دارالمعرفۃ، بیروت۔

26۔ کتاب الضعفاء: امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، المتوفی: 256ھ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

27۔ کتاب الجرح والتعدیل: امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، المتوفی: 327ھ، دارالکتب، العلمیہ، بیروت۔

28۔ کتاب الضعفاء: امام ابوزرعۃ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید، المتوفی: 264ھ، الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورہ۔

29۔ کتاب الضعفاء والمتروکین: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی، المتوفی: 303ھ، مکتبۃ الاثریہ، سانگلہ ہل۔

30۔ کتاب الضعفاء الکبیر: امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ العقیلی، المتوفی: 322ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

31۔ کتاب احوال الرجال: امام ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوز جانی، المتوفی: 259ھ، حققہ وعلق علیہ السید صبیعی البدری السامرای۔

32۔ کتاب المجروحین: امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی، المتوفی: 354ھ، تحقیق محمود ابراہیم زاہد۔

33۔ کتاب الضعفاء والمتروکین: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مهدی الدارقطنی المتوفی: 385ھ مکتبہ المعارف الریاض۔

34۔ کتاب الضعفاء والکذابین: امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین، التوفی: 385ھ، دراسۃ وتحقیق الدکتور عبدالرحیم محمد احمد القشقری۔

35۔ کتاب الضعفاء: امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مھران الأصبھانی، التوفی: 430ھ، دارالثقافۃ تحقیق الدکتور فاروق۔

36۔ کتاب العلل: امام علی بن عبداللہ بن جعفر السعدی المدینی، التوفی: 234ھ، المکتب الاسلامی، بیروت۔

37۔ کتاب العلل: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی الدارقطنی، التوفی: 385ھ، دارالتدمریۃ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ۔

38۔ کتاب العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی الدارقطنی، التوفی: 385ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔

39۔ علل الحدیث: امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی، التوفی: 327ھ، مکتبۃ الرشد الریاض۔

40۔ کتاب المعرفۃ والتاریخ: امام ابو یوسف یعقوب بن سفیان الفسوی، التوفی: 277ھ، العلمیۃ، بیروت۔

41۔ تاریخ یحیٰی بن معین: امام ابوزکریا یحیٰی بن معین بن عون البغدادی، التوفی: 233ھ، دارالقلم، بیروت۔

42۔ تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: امام یحیٰی بن معین بن عون البغدادی، التوفی: 233ھ، دارالمامون، للتراث بیروت۔

43۔ تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: امام ابوزرعۃ عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان، التوفی: 281ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

44۔ تاریخ الثقات: امام احمد بن عبداللہ العجلی، التوفی: 261ھ، المکتبۃ الاثریۃ، سانگلہ ہل۔

45۔ تاریخ بغداد: امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، التوفی: 463ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔

46۔ سوالات ابن الجنید: امام ابوذکریا یحییٰ بن معین بن عون البغدادی، التوفی: 233ھ، عالم الکتب، بیروت۔

47۔ سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ: امام علی بن عبداللہ بن جعفر السعدی المدینی، التوفی: 234ھ، مکتبۃ المعارف، الریاض۔

48۔ تہذیب التہذیب: امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، التوفی: 852ھ، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

49۔ تقریب التہذیب: امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، التوفی 852ھ، فاران اکیڈمی، لاہور۔

50۔ لسان المیزان: امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، التوفی: 852ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان۔

51۔ تلخیص الحبیر: امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، التوفی 852ھ، المکتبۃ الآثریۃ، سانگلہ ہل۔

52۔ تعریف اھل التقدیس: امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، التوفی 852ھ، تحقیق الدکتور احمد بن علی سیر المبارکی۔

53۔ تہذیب الکمال: امام ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف، التوفی: 742ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔

54۔ خلاصۃ تذھیب تہذیب الکمال: امام صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی، المکتبۃ الآثریۃ، سانگلہ ہل۔

55۔ سیر اعلام النبلاء: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، التوفی: 748ھ المکتبۃ الشاملۃ۔

56۔ میزان الاعتدال: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، التوفی: 748ھ، المکتبۃ الاثریۃ، سانگلہ ہل۔

57۔ الکاشف: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، التوفی: 748ھ، دارالکتب

العلمية، بیروت۔
58۔ تذکرۃ الحفاظ، مترجم: امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی التوفی: 748ھ، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور۔
59۔ المغنی فی الضعفاء: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، التوفی: 748ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔
60۔ دیوان الضعفاء والمتروکین: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، التوفی: 748ھ، مکتبۃ النھضۃ الحدیثۃ مکۃ المکرمہ۔
61۔ کتاب الضعفاء والمتروکین: امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی، التوفی: 597ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔
62۔ الکامل فی ضعفاء الرجال: امام ابو احمد عبداللہ بن عدی، التوفی: 365ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔
63۔ طبقات ابن سعد، مترجم: امام ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری، التوفی: 230ھ، نفیس اکیڈمی، کراچی۔
64۔ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال: امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی المروزی بغدادی، التوفی: 241ھ، دارالقبس للنشر والتوزیع المکۃ العربیۃ السعودیۃ۔
65۔ مصنف عبدالرزاق: امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، التوفی: 211ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
66۔ کتاب التوحید: امام ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیٰ بن مندہ، التوفی: 395ھ، مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ۔
67۔ التاریخ الکبیر ابن ابی خیثمۃ: امام احمد بن زھیر بن حرب، التوفی: 279ھ، شرکۃ غراس النشر والتوزیع۔
68۔ کتاب الام: امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب الشافعی، التوفی: 204ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔

69۔ الرسالۃ: امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب الشافعی، المتوفی: 204ھ، دارالکتاب العربی، بیروت۔
70۔ فتح الباری: امام ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، المتوفی: 852ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
71۔ اعلام الموقعین، مترجم: امام شمس الدین ابوعبداللہ ابن قیم الجوزیۃ، المتوفی: 751ھ، مکتبہ کمپنی، لاہور۔
72۔ اقتضاء الصراط المستقیم: امام ابو العباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ، المتوفی: 728ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
73۔ التمہید لابن عبدالبر: امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم، المتوفی: 463ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
74۔ تحفۃ الاحوذی: امام ابو العلی محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم المبارکفوری، المتوفی: 1253ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
75۔ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی، المتوفی: 463ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
76۔ الفیۃ العراقی: امام ابو الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی، المتوفی: 806ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔
77۔ التبین الاسماء المدلسین: امام برھان الدین الحلبی سبط ابن العجمی، المتوفی: 841ھ، مؤسسۃ الریان، بیروت۔
78۔ سوالات ابوعبدالرحمٰن السلمی للدارقطنی: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی الدارقطنی، المتوفی: 385ھ، لدار العلوم للطباعۃ والنشر، الریاض۔
79۔ الکواکب النیرات: امام ابوالبرکات محمد بن احمد المعروف بابن الکیال المتوفی: 939ھ، دارالمامون للتراث، بیروت۔
80۔ نھایۃ الاغتباط: امام برھان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن خلیل، المتوفی،

841ھ، دارالحدیث، القاھرہ۔

81۔ معرفۃ علوم الحدیث: امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم النیسابوری، المتوفی: 405ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

82۔ تدریب الراوی: امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی، المتوفی: 911ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

83۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ: امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی، المتوفی: 463ھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

84۔ مقدمۃ ابن الصلاح، مترجم: امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن، المتوفی: 643ھ، مکتبۃ ناصریہ، فیصل آباد۔

85۔ تیسیر مصطلح الحدیث، مترجم: ڈاکٹر محمود الطحان، مکتبۃ قدوسیہ، لاہور۔

86۔ جامع التحصیل فی احکام المراسیل: امام ابوسعید خلیل بن کیکلای العلائی، المتوفی: 761ھ، مکتبۃ النھفیہ العربیۃ، بیروت۔

87۔ اختصار علوم الحدیث، مترجم: امام ابوالفداء اسماعیل بن عمر عماد الدین ابن کثیر، المتوفی: 774ھ، المکتبۃ الاسلامیۃ، لاہور۔

88۔ موسوعۃ اقوال للدارقطنی: الدکتور محمد مھدی المسلمی حفظہ اللہ، عالم الکتب، بیروت۔

89۔ تحریر تقریب التھذیب: الحافظ ابن حجر العسقلانی، المتوفی: 852ھ، (تحقیق الدکتور بشار عواد معروف، الشیخ شعیب الارنووط) موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

90۔ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین: للحافظ ابن حجر العسقلانی، المتوفی: 852ھ، (تحقیق: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ)، مکتبہ اسلامیۃ، لاہور۔

91۔ حلیۃ الاولیاء، مترجم: امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفھانی، المتوفی: 430ھ، دارالاشاعت، کراچی۔

92۔ سوالات حمزہ بن یوسف السہمی للدارقطنی: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن

مھدی الدارقطنی ، المتوفی:385ھ،مکتبۃ المعارف، الریاض۔

93۔ سوالات الحاکم المیساپوری للدارقطنی: امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی الدارقطنی: المتوفی:385ھ،مکتبۃ المعارف، الریاض۔

94۔ ارواء الغلیل: الشیخ محدث العصر محمد ناصر الدین البانی، المتوفی: 1999ء، المکتبۃ الشاملۃ۔

95۔ نماز نبوی مترجم للالبانی: الشیخ محدث العصر محمد ناصر الدین البانیؒ، المتوفی: 1999ء، مکتبہ ضیا السنۃ، فیصل آباد

96۔ قیام رمضان للالبانی، مترجم: الشیخ محدث العصر محمد ناصر الدین البانی، المتوفی: 1999ء، مکتبۃ ناصریۃ، فیصل آباد۔

97۔ قرآن و حدیث میں تحریف: الشیخ ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ، شائع کردہ، مدرسہ اُم المومنین حفصہ بنتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیماڑی، کراچی۔

98۔ احکام و مسائل: الشیخ مولانا ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ، مکتبۃ دارالاندلس، لاہور۔

99۔ حدیث اور اھل تقلید: الشیخ ابو صہیب محمد داوٗد ارشد حفظہ اللہ، مکتبۃ اھل حدیث، فیصل آباد۔

100۔ فقہ الحدیث: مولانا حافظ عمران ایوب لاہوری، حفظہ اللہ، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔

101۔ الفقیہ والمتفقہ للخطیب: امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی: المتوفی: 463ھ، المکتبۃ الشاملۃ۔

مصنف کی دیگر کتب

1۔ الصحیفۃ فی الاحدیث الصحیفۃ من سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ سلالبانی مطبوعہ (حصہ اول مطبوع)
2۔ الصحیفۃ فی الاحادیث الصحیفۃ من سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ سلالبانی حصہ دوم (زیر تکمیل)
3۔ رفع یدین، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور محدثین کی نظر میں
4۔ بسم اللہ بالجہر کا تحقیقی جائزہ
5۔ کیا بیس رکعات نمازِ تراویح سنت ہے؟
6۔ صحیح مسنون اذکار اور دعائیں۔
7۔ کتاب الضعفاء والمتروکین (زیر تکمیل)
8۔ کتاب الثقات۔
9۔ مقالات سلفی۔
10۔ نمازِ وتر پڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

ہماری دیگر کتب

1۔	ایمان بچائیے	ڈاکٹر عبدالرحمٰن العریفی	80/-
2۔	انبیائے کرام کا بچپن	عبدالوارث ساجد	140/-
3۔	ہلاکت خیز غلطیاں	الشیخ جمیل احمد زینو حفظ اللہ	90/-
4۔	سنتیں جو چھوڑ دی گئیں	عبدالمالک القاسم	80/-
5۔	آزادی کی قیمت	عبدالوارث ساجد	100/-
6۔	کشمیر کہانیاں	عبدالوارث ساجد	100/-
7۔	بحرِ بے کراں (افسانے)	سدرہ سحر عمران	140/-
8۔	سمندر میں لاش (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	40/-
9۔	انوکھا فاتح (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	40/-
10۔	غدار کا انجام (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	40/-
11۔	کسریٰ کے کنگن (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	40/-
12۔	مردے کی گواہی (بچوں کیلئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	40/-
13۔	ویلنٹائن ڈے	عبدالوارث ساجد	170/-
14۔	اپریل فول	عبدالوارث ساجد	65/-
15۔	جاسوسی کہانیاں	(زیرِ طبع)	
16۔	اسلام میں تصور مزاح اور مسکراہٹیں	عبدالوارث ساجد	150/-
17۔	روشن ستارے	عبدالوارث ساجد	150/-
18۔	ذکر و دعا (روزمرہ کی دعاؤں کا مجموعہ)	محمد یوسف جھکڑ	20/-
19۔	نماز کی دعائیں	محمد حسن ظاہر	10/-
20۔	روزے کے مسائل	الشیخ صالح المنجد	40/-

21۔	قرآن سے انٹرویو	محمد عظیم حاصل پوری	25/-
22۔	کرسمس (عیسائیت سے مسلمانوں تک)	عبدالوارث ساجد	80/-
23۔	امثال القرآن	قاری محمد دلاور سلفی	250/-
24۔	توحید کا قلعہ	ترجمہ احمد درویش	90/-
25۔	ویڈیو فلم جس نے میری زندگی تباہ کردی	احمد بن عبدالعزیز	12/-
26۔	غم نہ کریں۔	ڈاکٹر عائض القرنی	300/-
27۔	صحابہ کرامؓ کی نامور صاحبزادیاں	مولانا احمد خلیل جمعہ	250/-
28۔	تتلی کے تعاقب میں (ناول)	سدرہ سحر عمران	300/-
29۔	دکھوں کا علاج	محمد عظیم حاصلپوری	15/-
30۔	بہترین اور بدترین لوگ	حافظ محمد ابوبکر اسماعیل	70/-
31۔	جنت کے راستے	الشیخ محمد حسن ظاہری	40/-
32۔	شب برأت (اور اس میں پائی جانے والی بدعات)	الشیخ محمد عظیم حاصلپوری	40/-
33۔	ذرا بتاؤ تو؟ (صحابہ کرام سے کئے گئے رسول اللہ ﷺ کے سوالات اور ان کے جوابات)	الشیخ محمد عظیم حاصلپوری	250/-

◇ ◇ ◇

صبح روشن کی دیگر کتب

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com
صبح روشن

Asif Rasheed 0301-4031267